قال اللہ عزوجل (الطلاق مرتان) الآیۃ، سورۃ البقرہ

طلاق مخالف بل کا
تحقیقی جائزہ

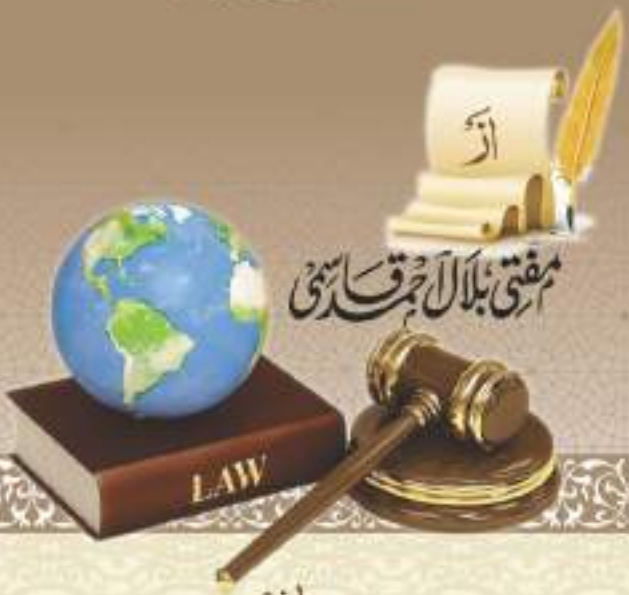

ناشر
مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ ضلع بانکا (بہار)
مکتبہ ثمیر دیوبند

قال اللہ عزوجل (الطلاق مرتان) الآیۃ، سورۃ البقرہ

طلاق مخالف بل کا
تحقیقی جائزہ

از

مفتی بلال احمد قاسمی

ناشر
مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ ضلع بانکا (بہار)
مکتبہ ثمیر دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہے

تفصیلات

نام کتاب : طلاق مخالف بل کا تحقیقی جائزہ

نام مؤلف : مفتی بلال احمد قاسمی استاذ جامعہ رحمانی مونگیر

+918899462655

ناشر : مجلس تحفظ ختم نبوت ٹرسٹ ضلع بانکا بہار

سن اشاعت : ۲۰۱۸ء

صفحات : ۴۸

کمپوزنگ : مولانا مظفر حسین القاسمی

قیمت :

ملنے کے پتے:

مکتبہ ثمیر دیوبند

دارالاشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر

اور دیوبند کے مشہور سبھی کتب خانوں پر

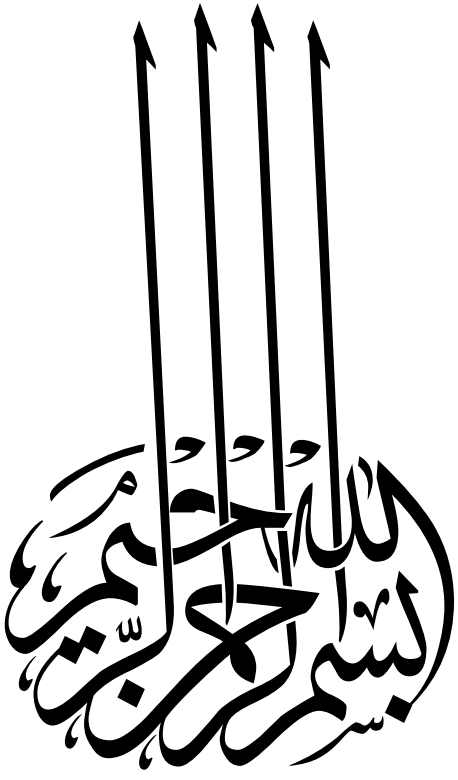
بسم الله الرحمن الرحيم

عناوین

طلاق مخالف بل کا تحقیقی جائزہ

فہرست عناوین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
۱	تقریظ: مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی	۷
۲	تائیدی کلمات: حضرت مولانا مفتی محمد نعمان صاحب قاسمی سیتاپوری	۱۰
۳	ابتدائے سخن	۱۲
۴	نکاح کی اہمیت	۱۵
۵	نکاح ایک پائدار معاہدہ	۱۵
۶	نکاح کے استحکام کیلئے اسلامی تعلیمات	۱۶
۷	نکاح نظام زندگی کی عظیم نعمت	۱۷
۸	زوجین کی نااتفاقی اور اسلامی حل	۱۷
۹	میاں بیوی کے درمیان نااتفاقی کا ابتدائی حل طلاق نہیں	۱۹
۱۰	اسلام میں طلاق کی ضرورت	۱۹
۱۱	طلاق ایک مبغوض عمل	۲۰
۱۲	طلاق کا اختیار مرد کو کیوں.....؟	۲۱
۱۳	عورت کو طلاق کا بدل	۲۲

۱۴	طلاق کے اقسام	۲۲
۱۵	پہلی تقسیم باعتبار رجعت وعدم رجعت	۲۲
۱۶	دوسری تقسیم باعتبار لفظ	۲۴
۱۷	تیسری تقسیم باعتبار حلت وحرمت	۲۵
۱۸	طلاق دینے کا سب سے بہترین طریقہ	۲۵
۱۹	طلاق ثلاثہ کی مذمت	۲۷
۲۰	مسئلہ طلاق ثلاثہ میں مذاہب ائمہ	۲۸
۲۱	جمہور امت کے دلائل	۳۰
۲۲	قاضی ثناءاللہ صاحب پانی پتی کی تائید	۳۱
۲۳	آیت کا مصداق بیک وقت تین طلاق یا علیحدہ.....؟	۳۱
۲۴	دلیل احادیث کی روشنی میں	۳۲
۲۵	تین طلاق کے تین واقع ہونے پر اجماع	۳۳
۲۶	تین طلاق کا واقع ہونا ایک معقول بات	۳۴
۲۷	غیر مقلدین کا نقطۂ نظر	۳۴
۲۸	طلاق ثلاثہ بل	۳۵
۲۹	طلاق مخالف بل، مسودہ کا متن	۳۶
۳۰	باب اول، ابتدائی	۳۶
۳۱	باب دوم، عمل طلاق کا باطل اور غیر قانونی ہونا	۳۷
۳۲	باب سوم، شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کا تحفظ	۳۷
۳۳	طلاق مخالف بل کی خامیاں	۳۸

٣٤	طلاق مخالف بل کے دو اہم نقصانات	٣٩
٣٥	کیا سماجی بیماریوں کا علاج کڑی سزا ہے؟	٤٠
٣٦	طلاق مخالف بل کا قابل توجہ پہلو	٤١
٣٧	طلاق مخالف بل کا خدوخال	٤٣
٣٨	کیا طلاق کا اقدام مرد ہی کرتا ہے؟	٤٣
٣٩	طلاق ثلاثہ بل ہمدردی کا نمونہ یا نفرت کا مظہر؟	٤٤
٤٠	تین طلاق پر چند مسلم ممالک کے قوانین	٤٦
٤١	طلاق ثلاثہ کا ثبوت قرآن سے	٤٨
٤٢	حرف آخر	٥٠

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم العالیہ

سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر (بہار) و جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ

طلاق اور تین طلاق ___ شرعی اصطلاح ہے، قرآن پاک میں واضح لفظوں میں اس کا ذکر آیا ہے، حدیث شریف کے عظیم الشان ذخیرہ میں ''طلاق'' اور اس کی تفصیلات پر پوری بحث ملتی ہے، فقہ اسلامی کی تمام کتابوں میں اس اصطلاح کی تعریف، تفصیل اور مختلف حالتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے، اور چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ سے ان احکام پر عمل ہو رہا ہے۔

سپریم کورٹ نے ایک مقدمہ میں فیصلہ دیتے ہوئے ۲۲/اگست ۲۰۱۷ء کو جہاں یہ الفاظ لکھے کہ پرسنل لا زبنیادی حق ہے، (یعنی نہ سپریم کورٹ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ دے سکتا ہے، اور نہ پارلیمنٹ قانون سازی کر سکتی ہے) وہیں یہ بھی لکھا کہ اگر کوئی ایک ساتھ تین طلاق دیدیتا ہے، تو یہ الفاظ بے اثر ہوں گے اور طلاق نہیں پڑے گی۔

بدقسمتی اس ملک کی ہے جس کے سپریم کورٹ نے ایسا متضاد فیصلہ دیا، اگر پرسنل لا بنیادی حق ہے، تو پھر کیا مسلم پرسنل لا مسلمانوں کا بنیادی حق نہیں ہے؟ کیا طلاق مسلم پرسنل لا کا حصہ نہیں ہے؟ ___ تین طلاق کے اثرات کو بے اثر کرنے کا فیصلہ زبردستی ہے اور مسلم پرسنل لا کی غلط تشریح ہے۔

اگر چودہ سو سال کے تعامل (Practice) کو ہی سپریم کورٹ قبول کرتا، تو بھی یہ فیصلہ نہیں دیتا۔ مگر.....

یہی سپریم کورٹ ہے جس نے ۷/ جولائی ۲۰۱۵ء کو بھی ایک فیصلہ دیا تھا، معاملہ آسام کے کامکھیا مندر کا تھا، جو نویں صدی عیسوی کی یادگار ہے، یہ ایک بڑا مندر ہے، اور اس کے آس پاس چھوٹے چھوٹے مندر ہیں، بڑے مندر کے پجاری کو باردیوری کہا جاتا ہے، اور چھوٹے مندر کے پجاری کو دیوری کہا جاتا ہے، اس مندر میں پجاری کے انتخاب میں باردیوری اور دیوری حصہ لیتے رہے تھے، یہ ان کی روایت صدیوں سے تھی ___ مندر کا مقدمہ مختلف مرحلوں سے گذرتا ہوا ہائی کورٹ تک پہونچا، مقدمہ میں ایک نکتہ یہ بھی تھا، کہ بڑے پجاری کے انتخاب میں صرف مرد کیوں عورتیں بھی حصہ لیں گی، ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ صرف باردیوری اور دیوری (مرد) کے ووٹ دینے کا سلسلہ چلا آرہا ہے، اسی کو قائم رکھا جائے گا، عورتوں کو رائے شماری میں حصہ لینے کا حق نہیں دیا جاسکتا۔

پھر یہ معاملہ سپریم کورٹ پہونچا اور وہاں بھی یہ نکتہ زیر بحث آیا، اور ۲۰۱۵ء میں سپریم کورٹ نے فیصلہ دیا کہ عورتوں کو ووٹ دینے کا حق حاصل نہیں ہوگا، اس موقعہ پر وکلاء نے عورتوں اور مردوں کے مساوات کی بڑی دہائی دی، آئین ہند کے بنیادی حقوق دفعہ ۱۴/۱۵/ پر خوب بحث ہوئی، مگر فیصلہ یہی ہوا کہ کامکھیا مندر میں بڑے پجاری کا انتخاب صرف مردوں کے ووٹ سے ہوگا، سپریم کورٹ نے وجہ یہ بیان کی معاملہ مذہبی یقین Religious believe اور کسٹم Custom کا ہے، جس میں کورٹ مداخلت نہیں کرسکتا، یہ فیصلہ ٹرائبل کلچر کے بیک گراؤنڈ میں دیا گیا ہے، سپریم کورٹ نے حکومت کو یہ بھی ہدایت دی ہے، اگر مندر کے سلسلہ میں قانون بنایا جاتا ہے، تو وہاں کے سارے معاملات، روایات اور زمانہ سے چلے آرہے طور طریقوں پر غور کرکے اور پورے پس منظر کا جائزہ لے کر ہی کوئی قانون بنایا جائے۔

ایک مندر کی گیارہ سو سالہ روایات Practice کے مقابلہ میں سپریم کورٹ نے آئینی مساوات کو کنارے رکھدیا ہے، اور مذہبی یقین اور روایات کو فیصلہ کی بنیاد بنایا ہے،

اورصرف مردوں کو ووٹ دینے کا حق دیا ہے ___ تو پھر اسلامی روایات اور مذہبی یقین جس پر چودہ سو سال سے عمل ہو رہا ہے، اور جس کی بنیاد قرآن پاک اور حدیث شریف میں موجود ہے، اس کے خلاف سپریم کورٹ نے کس طرح فیصلہ دیدیا؟

تین طلاق پر سپریم کورٹ کے فیصلہ (۲۲/اگست ۲۰۱۷ء) کے بعد مرکزی حکومت نے طرفہ تماشا یہ کیا کہ پارلیمنٹ میں بل لے آئی، اور لوک سبھا سے اسے منظور کرالیا، یہ بل شریعت مخالف، عورت مخالف اور انسانیت مخالف ہے، اس بل میں یہ گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ کسی شادی شدہ مسلمان کو کسی بھی شخص کی رپورٹ پر جیل بھیجا جاسکتا ہے، شوہر بیوی ہزار دہائی دیں کہ طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے، مگر پولیس اس مسلمان کو ''صرف کسی کی شکایت کی بنیاد پر'' گرفتار کر کے لے جائے گی، اور رہائی ملے گی جب مرد (شوہر) کورٹ میں ثابت کردے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے۔

اسی پس منظر میں مولانا مفتی بلال احمد قاسمی صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے تین طلاق کے پس منظر میں رسالہ لکھا ہے، اور طلاق بل کا تجزیہ کیا ہے، جو کامیاب ہے، آپ بھی پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں مولانا موصوف دارالعلوم دیوبند سے تازہ تازہ فارغ ہیں، اور چند مہینے قبل جامعہ رحمانی میں مدرس ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم میں اضافہ فرمائے، پختگی دے اور لکھنے کے سلیقہ سے نوازے آمین یارب العالمین۔

محمد ولی رحمانی

یکم مارچ ۲۰۱۸ء خانقاہ رحمانی، مونگیر (بہار)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تائیدی کلمات

حضرت مولانا مفتی محمد نعمان صاحب قاسمی سیتاپوری نائب مفتی دارالعلوم دیوبند

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم، أما بعد!

اسلام میں نکاح کا رشتہ نہایت اہم ہے اور اس کی پائداری مطلوب ہے اور طلاق صرف ضرورت ومجبوری کی چیز ہے؛ اسی لیے حدیث میں فرمایا گیا: تمام حلال ومباح چیزوں میں سب سے زیادہ مبغوض اور ناپسندیدہ طلاق ہے۔ اور جب ضرورت پڑے تو آدمی کو صرف ایک طلاق پر اکتفا کرنا چاہیے، دو یا تین طلاق نہیں دینی چاہیے؛ تاکہ طلاق کے بعد اگر دونوں دوبارہ حسب سابق میاں بیوی بننا چاہیں تو بآسانی بن سکیں۔

آج ہمارے معاشرہ میں تین طلاق کے جو واقعات پیش آتے ہیں، ان میں اکثر غصہ گرمی اور طلاق کے ضروری احکام ومسائل سے ناواقفیت کا نتیجہ ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ اگر آدمی حالات سے مجبور ہوکر سوچھ سمجھ کر طلاق دیتا ہے تو ایڈوکیٹ حضرات کی کرم فرمائی ہوتی ہے کہ وہ تین سے کم طلاق لکھنا نہیں جانتے؛ اس لیے معاشرہ کی اصلاح وسدھار کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو طلاق کے ضروری احکام ومسائل سے واقف کیا جائے اور یہ بتایا جائے کہ جس طرح رشتہ نکاح کے لیے دونوں خاندان ایک دوسرے کے متعلق تمام باتیں سمجھ کر اقدام کرتے ہیں، اسی طرح اگر زوجین کے درمیان نباہ مشکل ہو تو اولاً شریعت کے اصول کے مطابق اصلاح کی تمام کوششیں اور تدابیر عمل میں لائی جائیں اور جب ان میں کامیابی نہ ملے اور خاندان کے سمجھ دار لوگوں کی نظر میں دونوں کا ایک دوسرے سے جدا ہوجانا ہی عافیت کی راستہ ہو تو ایسی صورت میں صرف ایک طلاق کے ذریعہ رشتہ نکاح ختم کرنا چاہیے۔

اس وقت ہمارے سامنے جناب مولانا مفتی بلال احمد صاحب قاسمی کا کتابچہ: ''طلاق مخالف بل کا تحقیقی جائزہ'' ہے، جس میں موصوف نے اولاً طلاق کے متعلق ضروری اسلامی تعلیمات بیان کی ہیں، اس کے بعد موصوف نے طلاق بل کا تجزیہ کیا ہے، مفکر ملت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے پورا کتابچہ ملاحظہ فرما کر تجزیہ کے بارے میں تحریر فرمایا کہ کام یاب ہے۔

اللہ تعالی جناب مفتی بلال احمد صاحب قاسمی کی اس خدمت کو شرف قبول عطا فرمائیں اور اور امت کو بیش از بیش اس رسالہ سے مستفید ہونے کی توفیق ارزانی فرمائیں۔ آمین یارب العالمین۔

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله وأصحابه أجمعین، والحمد لله رب العالیمن، برحمتک یا أرحم الراحمین.

کتبہ

محمد نعمان سیتاپوری غفرلہٗ

خادم دارالافتا دارالعلوم دیوبند

۱۶/ جمادی الثانیہ ۱۴۳۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائے سخن

اس وقت بعض اسلام اور مسلم مخالف تحریکیں، اور برسر اقتدار پارٹی اسلام کے عادلانہ نظام طلاق کو عورت پر ظلم ثابت کر کے اسلام کے تئیں رکیک خیالات کو ہوا دینے کی کوشش کر رہی ہے، جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام دین فطرت اور ایک جامع نظام حیات ہے، اپنی تعلیمات میں صلابت وقطعیت، بے کراں جامعیت اور راستی وسچائی کا حرف آخر ہونے کی بنا پر کسی ترمیم وتبدیلی کی گنجائش نہیں رکھتا، اسلام نے عورتوں کے تحفظ، ان پر ہونے والے ظلم وستم کے خاتمہ اور ان کے حقوق کی ادائیگی میں جو ہدایات دی ہیں، وہ کسی اور مذہب میں نہیں ہیں، عائلی نظام، ہر دم رواں پیہم دواں زندگی کے مسائل کو حل کرنے میں جو قانون پیش کیا، رہتی دنیا تک کوئی طاقت پیش نہیں کر سکتی اور اس بات کا غیروں کو بھی اعتراف ہے؛ لیکن روز اول سے اسلام دشمن طاقتوں کی کوشش رہی ہے کہ اسلام پر شکوک وشبہات کا اظہار کر کے عام مسلمانوں کو خلجان واضطراب میں مبتلاء کر کے دھیرے دھیرے انہیں دین اسلام سے منحرف کر دیا جائے، اسی کوشش کی ایک کڑی ''طلاق ثلاثہ بل'' ہے۔

طلاق ثلاثہ بل اور اس سے متعلق مسائل اس وقت پورے ملک میں موضوع بحث بنے ہوئے ہیں، اور اس کثرت سے اس مسئلے کو تبصرے بازی اور مذاکرے سے اچھالا جا رہا ہے گویا مسلمان کے ہر گھر میں مطلقہ عورت ستم زدہ ہے۔

اس لئے ضرورت متقاضی تھی کہ اس مسئلہ پر اسلام کے روشن رخ منظر اور پس منظر کو اجاگر کیا جائے اور اختصار کے ساتھ جامع بحث کی جائے۔

زیر نظر صفحات میں اسی مسئلہ پر گفتگو کی گئی ہے چونکہ طلاق کیلئے پہلے نکاح لازمی ہے اس لئے ابتداءً انکاح کے مسئلہ پر کچھ وضاحت کی گئی ہے۔

میں احسان مند ہوں مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی مدظلہ العالی کا جنہوں نے گوناگوں مصروفیات کے باوجود میری تحریر از اول تا آخر ملاحظہ فرمائی، غلطیوں کی نشاندہی کی اور قیمتی نصیحتوں سے نوازا، اور پھر مقدمہ لکھ کر تحریر میں چار چاند لگادیے، یہ میرے لیے کتنی سعادتمندی ہے؟ اس کا اندازہ صرف وہ حضرات لگا سکتے ہیں، جنہیں حضرت کی مصروفیات کا علم ہے۔

اسی طرح میں شکر گذار ہوں حضرت الاستاذ مولانا مفتی محمد نعمان صاحب قاسمی سیتاپوری دامت برکاتہم (مفتی دار الافتاء دار العلوم دیوبند) کا جنہوں نے مشاغل اور مصروفیات کی کثرت کے باوجود پورا رسالہ ملاحظہ فرما کر اپنی تحریر بھی عطا فرمائی، اللہ انھیں بھی جزائے خیر عطا فرمائیں۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں چند مخلص رفقاء کا شکریہ ادا نہ کروں، جن کے مفید مشوروں نے ناچاہتے ہوئے بھی کچھ لکھنے پر آمادہ کیا، میری مراد مولانا رفیع احمد صاحب رحمانی، مولانا انظر حسین صاحب قاسمی، مفتی اعجاز صاحب رحمانی، مفتی جاوید اقبال صاحب قاسمی اساتذہ جامعہ رحمانی اور قاضی رضی احمد صاحب ندوی قاضی شریعت دار القضا امارت شرعیہ خانقاہ رحمانی مونگیر، ہیں۔

اس کام کی تکمیل میں مولانا مظفر حسین قاسمی محرر دفتر رابطہ مدارس اسلامیہ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد نے بہتر انداز میں معاونت کی، اور کمپوزنگ کی صعوبت برداشت کی، مولانا قاری محمد تسلیم صاحب قاسمی، مولانا محمد مجاہد الاسلام صاحب رحمانی اساتذہ جامعہ رحمانی مونگیر اور حافظ محمد امتیاز رحمانی ناظم شعبہ نشر واشاعت خانقاہ رحمانی مونگیر کی وجہ سے تکمیل کا مرحلہ ہمارے لیے سہل ہوگیا، اور اسی طرح مولانا الیاس ثمر قاسمی صاحب استاذ فقہ وادب جامعہ حسینیہ دیوبند کا جنہوں نے مصروفیات کے باوجود کتاب کی طباعت میں بھرپور محنت کی ورنہ اتنی جلدی اس کتاب کا آپ کے ہاتھوں میں آنا مشکل تھا، اس لیے میں ان سبھی حضرات کا شکر گذار ہوں، اور بارگاہ ایزدی میں دست بدعاء ہوں کہ

اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائیں اور اس تحریر کو ہمارے اور ہمارے تمام متعلقین کی نجات کا ذریعہ بنائیں، آمین۔

بلال احمد قاسمی

۳/مارچ ۲۰۱۸ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح کی اہمیت

پہلے ہمیں ذہن میں رکھنا چاہیے کہ اسلامی شریعت میں نکاح کو بڑی اہمیت حاصل ہے اس کی ترغیب صریح ارشادات نبوی میں ہے، نبی کریم ﷺ نے اس کی ترغیب دیتے ہوئے اسے سنت قرار دیا۔ارشادنبوی ہے "النکاح من سنتی"(ابن ماجہ ۱/۳۴)

ایک طویل حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے ارشادفرمایا"فمن رغب عن سنتی فلیس منی" جومیری سنت نکاح سے اعراض کرے گا، وہ میرے طریقے سے خارج ہے۔(بخاری ۲/۷۵۵)اورایک حدیث میں فرمایا:إن سنتنا النکاح (مسند احمد ۲/ ۵۵۷)،ایک حدیث میں نکاح کو تکمیل دین کا ذریعہ بتایا گیا ہے اور کہا کہ جب بندہ نکاح کرلیتا ہے تو گویا اس نے اپنا نصف دین مکمل کرلیا، اب اسے دوسرے نصف کے سلسلے میں اللہ تعالی ڈرنا چاہئے ،ارشاد ہے۔" إذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الدین فلیتق اللہ فی النصف الباقی"(مشکوۃ شریف:۲۶۸)

انہیں جیسی احادیث کے پیش نظر امام ابوحنیفہ اور دیگر ائمہ نے عبادات نافلہ کے مقابلے میں اشتغال بالنکاح کوافضل قرار دیا ہے۔(اصول الشاشی:۷)

نکاح ایک پائدار معاہدہ

عقد نکاح منجملہ ان عقود ہے جن کے بارے میں اللہ رب العزت نے پورا اور وفا کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد باری تعالی ہے ﴿یایھا الذین آمنوا أوفوا بالعقود﴾(سورۂ المائدۃ:۱) یہی وجہ ہے کہ اسلام نکاح میں پائداری اور استحکام چاہتا ہے، شادی کے رشتہ کو پختہ عہد و پیمان اور مضبوط ترین بندھن قرار دیتا ہے، قرآن شریف میں ہے ﴿وأخذن منکم میثاقا غلیظا﴾(سورۂ نساء۲۱) قرآن کے مطابق شادی ایک پختہ عہد ہے، رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی کو حکم دیا کہ اس خاتون کو جا کر دیکھ لیں، جس سے پیغام نکاح آیا تھا۔اور وجہ

یہ بتائی کہ: انه أحری أن یؤدم بینکما۔ (ترمذی کتاب النکاح حدیث ۱۰۸۷)

یہی وہ نقطہ ہے جس کی وجہ سے اسلام نے ''کفو'' یعنی دونوں خاندان کے حسب ونسب وغیرہ میں برابری کے پہلو کو ملحوظ رکھا؛ کیوں کہ اس کے برعکس ادنی نسب اور اعلی میں عام طور پر نبھاؤ مشکل ہوتا ہے، اسی طرح نکاح کو حین حیات باقی رکھنے کے لئے بالغہ کی مرضی اور اختیار کو بھی شرط قرار دیا؛ تاکہ یہ رشتہ دائمی ہو۔

نکاح کے استحکام کے لئے اسلامی تعلیمات

شادی کے بعد اس بندھن کو مضبوط بنانے کے لئے اور آپس میں نبھاؤ کے امکانات زیادہ کرنے کے لئے شریعت اسلامیہ نے دو قسم کے احکام ذکر کئے، اول زوجین کی ذمہ داریاں متعین فرمائیں اور دونوں سے فرمایا کہ اپنی اپنی ذمہ داری کو ادا کرو، تاکہ دونوں کو اپنے اپنے حقوق مل جائیں۔

شوہر کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جیسا تم کھاتے ہو ویسا اپنی بیوی کو کھلاؤ، جیسا تم پہنتے ہو ویسا اپنی بیوی کو پہناؤ، بیوی کے ساتھ حسن معاشرت رکھو وغیرہ۔ اور بیوی سے فرمایا کہ تم شوہر کی اطاعت وفرمانبرداری کرو، اس کے گھر اور بستر پر ایسے لوگوں کو مت آنے دو جو شوہر کو ناپسند ہوں، یعنی عفت و پاکدامنی اور نیک چلنی اختیار کرو۔ (ترمذی شریف کتاب الرضاع ۱۶۳- ابوداؤد شریف ۱۸۳)

دوسری چیز یہ ہے کہ زندگی کے سفر میں اتار چڑھاؤ تو آتا ہی ہے، نرم گرم حالات میں دونوں ایک دوسرے کی نفسیات سمجھیں، اور باہم عدل واعتدال کا دامن نہ چھوڑیں، مرد سے فرمایا ''لایفرک مؤمن مؤمنة، إن کره منها خلقا رضی منها آخر'' (مسلم شریف حدیث: ۲۶۷۲) نبی اکرم ﷺ نے بتایا کہ عورت کو سب سے ٹیڑھی والی پسلی سے پیدا کیا گیا ہے؛ اس لئے ٹیڑھا پن اس کے عنصر میں داخل ہے، اگر تم اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کروگے تو وہ ٹوٹ جائے گی؛ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا: استصوا بالنساء خیرا فانهن خلقت من ضلع وان أعوج مافی الضلع أعلاه. (بخاری کتاب

النکاح حدیث ۵۱۸۶، مسلم کتاب الرضاع ۱۴۶۸ عن ابی ہریرۃ).

ترجمہ:۔''عورتوں کے ساتھ بھلائی کی وصیت قبول کرو اس لئے کہ ان کی پیدائش پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی میں اوپر کا حصہ سب سے زیادہ ٹیڑھا ہوتا ہے اور اگر اسے سیدھا کرنا چاہو تو وہ ٹوٹ جائے گی، اور اگر چھوڑ دو گے تو ٹیڑھی ہی رہے گی'' مذکورہ احکام دلیل ہیں کہ شریعت کی نگاہ میں نکاح ایک مستحکم معاملہ ہے۔

نکاح نظام زندگی کی عظیم نعمت

نکاح اسلام میں ایک بہت ہی سنجیدہ اور قابل احترام معاملہ ہے، یہی وہ رشتہ ہے جو تکمیل انسانیت کا ذریعہ اور رضائے الٰہی واتباع سنت کا وسیلہ ہے جس کے استحکام پر، گھر خاندان اور معاشرے کا استحکام موقوف ہے، اگر اس رشتے میں انقطاع اور ٹوٹ پھوٹ پڑ جائے تو میاں بیوی کے ساتھ پورے نظام خانگی کی چولیں ہل جاتی ہیں، فتنہ وفساد اور نزاع کی کیفیت منڈلانے لگتی ہے، جس سے معاشرہ متاثر ہوجاتا ہے، اور لوگوں کی سماجی زندگی الجھنوں سے دوچار ہوجاتی ہے؛ اس لئے شریعت مطہرہ نے اس بابرکت رشتہ میں استوار، بقاء اور استحکام کے لئے جابجا تعلیمات اور ہدایات دی ہیں، جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نکاح ایک قابل احترام معاملہ اور نظام زندگی کی ایک عظیم نعمت ہے۔

زوجین کی نااتفاقی اور اسلامی حل

رشتۂ نکاح جو زندگی اور معاشرہ کے لئے خوشگواری کا ضامن ہے، کبھی ایسا وقت بھی آسکتا ہے جو مصیبت کا ذریعہ بن جائے، میاں بیوی کے دو مزاج ودل، اور دو دماغ رنگ لائیں اور زندگی اجیرن بن جائے تو ایسے موقع پر اسلام ہمیں ضبط وتحمل کا درس دیتا ہے، اور طلاق سے روکتے ہوئے (سورۂ نساء:۳۴ **واللّٰتی تخافون نشوزھن الخ**) کے تئیں اگر زیادتی عورتوں کی جانب سے ہو تو مردوں کو تین باتوں کی تعلیم دیتا ہے

(۱) پہلی بات یہ ہے کہ: اگر عورت سرکشی پر اتر آئے، اور وہ شوہر کی قوامیت کو چیلنج کرکے گھر کے نظام کو بالکل تل پٹ کردینے پر آمادہ نظر آتی ہو تو قرآن نے فرمایا کہ

"**عظوھن**" عورت کو نصیحت کی جائے، آیت میں اس کے لئے "وعظ" کا لفظ ہے جس کے معنی یہ ہے اس میں کسی حد تک زجر و توبیخ بھی ہو سکتی ہے۔

(۲) اگر عورت اس وعظ و نصیحت سے باز نہ آئے تو دوسری بات کا اعلان کیا کہ "**واھجروھن فی المضاجع**" کہ اس سے بے تکلفانہ قسم کا خلا ملا ترک کر دیا جائے، اور عارضی طور پر بستر سے الگ کر دیا جائے، تا کہ اس سے اندازہ ہو کہ اس نے اگر اپنا رویہ نہ بدلا اس کے نتائج غیر معمولی ہو سکتے ہیں۔

(۳) اگر عورت اب بھی سرکشی پر آمادہ ہو اور اس حربہ کا اس پر کوئی اثر نہ ہو تو تیسری بات ذکر کی کہ: "**واضربوھن**" کہ عورت کو جسمانی سزا دی جائے، یہ سزا ظاہر ہے کہ اتنی ہی ہو سکتی ہے جتنی کوئی معلم اپنے زیر تربیت شاگرد کو یا کوئی باپ اپنی اولاد کو دیتا ہے، نبی ﷺ نے اس کی حد "غیر مبرح" کے الفاظ سے متعین فرمائی ہے، اس کے معنی یہ ہیں کہ ایسی کوئی سزا نہ دی جائے جو کوئی اثر و نشان چھوڑ دے۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب کہ زیادتی عورت کی جانب سے ہو، اور اگر زیادتی مردوں کی جانب سے ہے تو عورت کو قرآن ہدایت دیتا ہے۔ "**وإن امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح عليهما أن يصلها بينهما صلحا**"۔ (سورۂ نساء :۱۲۸) "کسی عورت کو اگر اپنے شوہر کی بدسلوکی سے ڈر، یا اس کی بے اعتنائی سے شکایت ہو، تو میاں بیوی کے لئے اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ وہ آپس میں ایک خاص طور پر صلح کر لیں"

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں "یعنی عورت اگر ایسے شوہر کے پاس رہنا چاہے جو پورے حقوق ادا کرنا نہیں چاہتا اور اس لئے اس کو چھوڑنا چاہتا ہے تو عورت کو جائز ہے کہ اپنے کچھ حقوق چھوڑ دے مثلاً نان ونفقہ معاف کر دے یا مقدار کم کر دے تا کہ وہ چھوڑے نہیں اور شوہر کو بھی جائز ہے کہ اس معافی کو قبول کر لے" (بیان القرآن ۱/۱۶۱ مطبوعہ: مکتبہ الحق)

میاں بیوی کے درمیان نا اتفاقی کا ابتدائی حل طلاق نہیں

میاں بیوی کے درمیان نا موافقت اور خوشگوار حالات درج بالا افہام وتفہیم اور زجر تنبیہ سے بھی حل نہ ہو اور مذکورہ تینوں صورتیں بے سود ثابت ہو جائیں تب بھی شریعت اسلامیہ نے رشتۂ نکاح کو توڑنے کی اجازت نہیں دی؛ بلکہ یہ حکم دیا کہ میاں بیوی دونوں اپنی طرف سے ایک حَکَم مقرر کرلیں، اور وہ حَکَم دیانت داری کے ساتھ اسباب وعواقب کے تناظر میں حالات کا جائزہ لیں اور صلح کرانے کوشش کریں۔ **وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من أهلها و حكما من أهلها** (سورۂ نساء ۳۵)

شریعت اسلامیہ کا یہ سنہرا پیغام، قرآن حکیم کا درس ان لوگوں کے منھ پر واضح طمانچہ ہے جو یہ پروپیگنڈہ پھیلانے کی کوشش کررہے ہیں کہ شریعت اسلامیہ میں ادنی ناچاقی کا ابتدائی حل طلاق قرار دے کر عورتوں پر ظلم وستم کا پہاڑ توڑا گیا ہے۔

اسلام میں طلاق کی ضرورت

رشتۂ ازدواجیت میں بسا اوقات ایسے لمحات سایہ فگن ہو جاتے ہیں اور تعلقات میں اس حد تک بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے، کہ اصلاح حال کی تمام ممکنہ صورتیں، اور مذکورہ چاروں کوششیں بے سود ہو جاتی ہیں، رشتۂ ازدواج سے مطلوب ثمرات وفوائد حاصل ہونے کے بجائے زوجین کا باہم مل کر رہنا ایک عذاب بن جاتا ہے، زوجین میں باہم اعتماد ختم ہو کر نفرت کے شعلے بھڑکنے لگتے ہیں، ایسے سنگین حالات میں رشتۂ نکاح کو برقرار رکھنے پر مجبور کرنا فریقین پر ظلم کے مترادف ہوتا ہے، ایسے وقت میں مزید زندگی کو تنگ بنانے کے بجائے ازدواجی تعلقات کو ختم کردینا ہی دونوں کے لئے بلکہ پورے خاندان کے لئے باعث راحت وتسکین ہوتا ہے، اسی تناظر میں شریعت اسلامی نے طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا ہے۔

طلاق ایک ناپسندیدہ عمل

شریعت اسلامی نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے بوقت ضرورت طلاق کی گنجائش تو دیدی؛ لیکن طلاق کے ایک بول سے جب یہ رشتہ ٹوٹتا ہے، تو اس صرف خاندان کے دو فرد میاں بیوی ہی جدا نہیں ہوتے؛ بلکہ یہ ایسا ناپسندیدہ عمل ہے جس سے خاندان کے کتنے ہی افراد کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں، آپس میں دشمنی وعداوت کی ایسی بنیاد پڑجاتی ہے، جس کے اثرات بسا اوقات نسلوں تک کو بھگتنے پڑتے ہیں، نت نئے پیچیدہ مسائل جنم لیتے ہیں اور زندگیاں تلخ ہوجاتی ہیں، اس لئے شریعت اسلامی میں نکاح کی جتنی ترغیب دی گئی، اتنا ہی زیادہ طلاق کی مذمت وبرائی بیان کی اور اسے ناپسندیدہ عمل قرار دیا، حضور اکرم ﷺ نے افہام وتفہیم اور زجر وتنبیہ کی مذکورہ صورتوں کو چھوڑ کر ابتداء طلاق کے اقدام کرنے والے شوہر کی حوصلہ شکنی کی اور فرمایا کہ طلاق بوقت ضرورت حلال تو ہے؛ لیکن دیگر تمام حلال اشیاء کے مقابلے میں سب سے ناپسندیدہ شئ طلاق ہے: **عن محارب بن دثار عن ابن عمر عن النبی ﷺ قال: أبغض الحلال إلی الله عزوجل الطلاق** . (ابوداؤد ۲/۲۶۳۱) اسی مضمون کی حدیث کو امام قرطبی نے بھی تفسیر قرطبی میں حضرت معاذ بن جبلؓ سے نقل کیا ہے، جس کے الفاظ یہ ہیں: **عن معاذ بن جبل قال: قال لی رسول ﷺ: یا معاذ! ماخلق الله شیئا علی وجه الارض أحب الیه من العتاق وخلق الله تعالی شیئا علی وجه الارض أبغض إلیه من الطلاق** (قرطبی) ترجمہ: حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے معاذ! اللہ تعالی نے روئے زمین پر کوئی چیز ایسی نہیں بنائی کہ غلاموں اور باندیوں کو آزاد کرنے سے زیادہ اللہ تعالی کو محبوب اور پسندیدہ ہو اور روئے زمین پر کوئی چیز ایسی پیدا نہیں کیجو طلاق دینے سے زیادہ اللہ تعالی کو مبغوض اور ناپسندیدہ ہو (معارف الحدیث ۷/۴۷۰)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت نے طلاق کی اجازت تو دیدی لیکن

کھلے طور پر ان کی مذمت بیان کر کے بغیر ضرورت کے طلاق دینے والے کی حوصلہ شکنی کی ہے؛ لہٰذا موجودہ دور کے میڈیا کا طلاق کے معاملے کو شد و مد سے اچھال کر عوام کو یہ تاثر دینا کہ مسلمانوں کے ہر گھر میں طلاق واقع ہوتی ہے اور شریعت نے ان کو کھلے طور پر اجازت دے رکھی ہے، ایک بے بنیاد بات اور افواہ ہے۔ نیز حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے، اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، **ایما امرأة سألت زوجها طلاقا فی غیر مابأس فحرام علیها رائحة الجنة** (ابوداؤد شریف: ۳۰۳: حدیث نمبر: ۱۷۸۷ ابن ماجہ: ۱/۶۸)

طلاق کا اختیار مرد کو کیوں.....؟

آج اسلام مخالف قوت یہ باور کرا رہی ہے کہ نعوذ باللہ اسلام نے طلاق کا حق صرف مردوں کو دے کر عورت کے ساتھ ناانصافی بلکہ کھلے طور پر ظلم کیا ہے، حالانکہ مذاہب عالم میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جنہوں نے معاشرت کے اعتبار سے مرد و عورت کے حقوق میں مناسب حال کے مطابق اگر یکسانیت اور برابری قائم کی ہے، تو وہیں دونوں کی فطری ساخت کی بھی بھرپور رعایت کی ہے، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے صنف نازک پر کمانے کا بوجھ نہیں ڈالا، اور نہ طلاق جیسے حساس معاملہ میں عورت کو مرد کے شریک ٹھہرایا؛ کیوں کہ معاملۂ طلاق کو اختیار کرنے میں فکر و تدبر اور تحمل کی قوت کا ہونا ضروری ہے، اور یہ چیز مرد کو عادتاً و طبعاً عورت کے مقابلے میں زیادہ ہے، اس کے برعکس عورتوں میں فکر و تدبر و تحمل کی قوت کم ہوتی ہے عورت فیصلے میں اکثر جلد باز ہوتی ہے، معمولی باتوں سے جلد متاثر اور مشتعل ہونے کا مزاج رکھتی ہے، ایک حدیث میں ہے کہ تم عورت کے ساتھ عمر بھر (ایک زمانہ تک) احسان اور اچھا برتاؤ کرتے رہو پھر تم سے وہ کوئی چیز دیکھے یعنی اتفاقاً کوئی معمولی بات یا اس کی مرضی کے خلاف کوئی چیز تمہاری طرف سے پیش آجائے تو فوراً کہے گی: میں نے کبھی تم سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں۔ (بخاری شریف)

اس لیے انہیں طلاق کا اختیار نہیں دیا گیا؛ کیوں کہ تجربہ بتاتا ہے کہ عورت کو اگر طلاق کا کلی حق دے دیا جاتا تو اس بات کا قوی اندیشہ اور امکان ہوتا کہ وہ معمولی اختلاف وناا تفاقی کی صورت میں جذباتیت سے مغلوب ہوکر انجام کی پرواہ کئے بغیر فوری طلاق کا قدم اٹھاتی، اس حق کو اختیار کر کے رشتۂ نکاح توڑ بیٹھتی، اور اس طرح علاحدگی اور طلاق کی شرح میں حیرت انگیز اضافہ ہوتا جیسا کہ مغربی ممالک کی موجودہ صورتحال ہے۔

علاوہ ازیں مرد کی قوامیت وافضلیت کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ یہ اختیار صرف اسی کو حاصل ہو، یہ شریعت اسلامیہ کی کامل دور اندیشی اور دونوں کے مابین فطری فرق کی واضح رعایت ہے، جس سے بجا طور پر اس کی انفرادیت مذاہب عالم پر نمایاں ہوتی ہے۔

عورت کے لیے طلاق کا بدل

مذہب اسلام نے جہاں مردوں کی فطری برتری اور قوامیت کا لحاظ کر کے طلاق کا اختیار ان کو سونپا، وہیں عورت کو بھی اس حق سے محروم نہیں کر دیا کہ وہ شوہر کے ہر ظلم وجور کا ہدف بنی رہے، اور اپنی رہائی کے لئے کچھ نہ کر سکے بلکہ شریعت اسلامیہ نے اسے حق دیا کہ اگر شوہر اس کے حقوق ادا نہ کرے، یا بیوی کسی واضح وجہ سے اس کے ساتھ ازدواجی تعلقات باقی رکھنے کی خواہاں نہ ہو، تو عورت شرعی عدالت میں اپنا معاملہ پیش کر کے شریعت کے مطابق اپنا مسئلہ حل کر سکتی ہے۔

طلاق کے اقسام

طلاق کی اولا تین تقسیم ہیں: ہر تقسیم کی چند قسمیں ہیں، پہلی تقسیم باعتبار رجعت وعدم رجعت، دوسری تقسیم باعتبار الفاظ، تیسری تقسیم باعتبار حلت وحرمت۔

پہلی تقسیم باعتبار رجعت وعدم رجعت

اس اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں، (۱) رجعی (۲) بائن (۳) مغلظہ

طلاق رجعی:۔ وہ طلاق ہے جسمیں نکاح ٹوٹتا نہیں، صاف لفظوں میں اگر ایک بار یا

دو بار طلاق دے تو عدت کے دوران مرد کو رجوع کرنے کا حق حاصل ہے، اور اس کے لئے نئے سرے سے نکاح کرنا ضروری نہیں، بغیر نکاح کے میاں بیوی کی طرح رہنا درست ہے۔

البتہ عدت کے دوران اگر مرد نے رجوع نہیں کیا اور عدت گزر گئی تو اب نکاح ٹوٹ جائے گا۔

رجوع کا طریقہ دو ہے:۔ (۱) رجعت بالقول (۲) رجعت بالفعل

پہلے کی مثال جیسے:۔ مرد اپنی بیوی سے کہے میں نے تجھ سے رجعت کر لی یا میں نے اپنی بیوی سے رجوع کر لیا۔

دوسرے کی مثال:۔ جیسے شوہر عدت کے زمانے میں جس بیوی کو ایک یا دو طلاق دی ہے وطی کر لے، یا اس کا بوسہ لے لے وغیرہ وغیرہ (جس کی تفصیلات فقہ کی کتابوں میں موجود ہیں)۔

رجعت میں مستحب یہ ہے کہ دو گواہ بنا لے، یعنی دو مسلمان مردوں سے کہے، کہ تم گواہ رہو میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی، اور اگر گواہ نہیں بنایا تب بھی رجعت صحیح ہے۔ (قدوری)

طلاق بائن:۔ ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور دوبارہ از سر نو نکاح کئے بغیر اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں رہتا، اگر آئندہ میاں بیوی رشتۂ نکاح کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو از سر نو نکاح کرنا پڑے گا، اس کی چار صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:۔ مطلقہ رجعیہ کو زمانۂ عدت میں نہ لوٹائے بلکہ عدت گزر جائے تو وہ طلاق بائن ہو جاتی ہے۔

دوسری صورت:۔ اپنی بیوی کو دخول سے قبل ہی طلاق دے دے، تو وہ طلاق بائنہ ہوتی ہے۔

تیسری صورت:۔ میاں بیوی کے درمیان بہ ذریعہ خلع جدائیگی ہو جائے، تو یہ جدائیگی طلاق بائن ہے۔

چوتھی صورت:۔ الفاظ کنائی یعنی گول مول الفاظ (یعنی: جن سے غیر طلاق کے معنی بھی

سمجھے جائیں) سے نیت وغیرہ کیقید کے ساتھ طلاق دینا، اس سے بھی طلاق بائن پڑتی ہے۔

طلاق مغلظہ:۔ وہ طلاق جس میں نکاح ایسا ٹوٹتا ہے کہ دوبارہ نکاح کرنا چاہے تو حلالہ کے بغیر نہیں کر سکتے، حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ عورت اپنی عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرے، اور وہ صحبت بھی کرے، اور دونوں میاں بیوی کی طرح زندگی گذاریں پھر کسی وجہ سے شوہر بیوی کو طلاق دیدے یا شوہر کا انتقال ہو جائے اور عدت گزر جائے، تو اب پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کر سکتی ہے۔

دوسری تقسیم باعتبار لفظ

الفاظ کے اعتبار سے طلاق کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) صریح (۲) کنایہ

صریح:۔ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا ''میں نے تجھ کو طلاق دیدی'' یا یوں کہا کہ ''میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی'' غرض یہ کہ صاف الفاظ کہہ دے جس میں طلاق دینے کے سواء کوئی اور معنی نہ ہوں، تو ایسی طلاق کو ''طلاق صریح'' کہتے ہیں۔

کنایہ:۔ صاف صاف الفاظ نہیں کہے، بلکہ ایسے الفاظ کہے جن سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہے اور طلاق کے سوا دوسرے معنی بھی نکل سکتے ہیں، جیسے کوئی کہے: ''میں نے تجھ کو دور کر دیا'' اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی؛ لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھوں گا، ہمیشہ اپنے میکے میں رہ، تیری خبر نہیں رکھوں گا، یا یوں کہے: ''مجھے تجھ سے کوئی واسطہ نہیں''، ''مجھے تجھ سے کچھ مطلب نہیں''، ''تو مجھ سے جدا ہوگئی''، ''میں نے تجھ کو الگ کر دیا''، ''جدا کر دیا''، ''میرے گھر سے چلی جا''، ''اپنے ماں باپ کے ہاں جا کے بیٹھ'' اسی طرح کے دوسرے الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہوں، اس قسم کو ''کنایہ'' کہتے ہیں۔

غرض یہ کہ کنایہ میں دو معنی ہوتے ہیں، ایک معنی کے اعتبار سے طلاق واقع نہیں ہوتی، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے طلاق واقع ہو جاتی ہے، تو اس شکل میں طلاق کی نیت کریگا یا حالت ایسی ہو جس سے طلاق واقع ہونا سمجھ میں آئے، تو اس سے طلاق واقع

ہوجائے گی (جس کی تفصیل فقہ وفتاوی کی کتابوں میں ہے)۔

تیسری تقسیم باعتبار حلت وحرمت

حلت وحرمت کے اعتبار سے طلاق کی تین قسمیں ہیں (۱) طلاق احسن (۲) طلاق حسن (اسے طلاق سنت بھی کہتے ہیں) (۳) طلاق بدعت

طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ

طلاق احسن:۔ یہ ہے کہ مرد اپنی منکوحہ کو ایک طلاق ایسے طہر میں دے جس میں صحبت نہ کی ہو پھر مزید طلاق نہ دے؛ بلکہ عدت گزر جانے دے، عدت گزر جانے کے بعد عورت بائنہ ہوجائے گی، اور اگر عدت کے زمانے میں رجوع کرلیا تو پہلے کی طرح بیوی رہے گی، نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے "**فإن أراد أن يطلقها فليطلقها حين تطهر من قبل أن يجامعها**" (مسلم شریف ۱/۴۷۶) کہ پھر اگر طلاق دینے کا ارادہ کرے تو اسے طلاق طہر کی حالت میں دے، جب کہ اس طہر میں اس سے مباشرت نہ کی ہو۔

صحابۂ کرامؓ کو اگر طلاق کی ضرورت پیش آتی تو ان کا عمومی اور پسندیدہ عمل یہی تھا۔ "**روى عن ابراهيم النخعيؒ أنه قال كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحسنون أن لا يطلقون للسنة إلا واحدة ثم لايطلقون ذلك حتى تنقضي العدة**" (اخرجہ ابن ابی شیبہ کی مصنفہ) یعنی: ابراہیم نخعیؒ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ: اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پسند کرتے تھے، کہ بطور سنت ایک ہی طلاق دیں، پھر اس کے بعد کوئی طلاق نہیں دیتے یہاں تک کہ عدت گزر جائے۔

طلاق دینے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے، اس سے مرد کو بار بار اپنے فیصلے پر غور کرنے کا موقع ملے گا، اور بعد میں افسوس کی نوبت بھی نہیں آئیگی، نیز آج کی طرح فتنہ بھی برپا نہیں ہوگا۔

طلاق سنت:۔ یہ ہے کہ شوہر اپنی منکوحہ مدخول بہا (جس سے صحبت کرلی ہو) کو ایسے طہر میں طلاق دے جس میں صحبت نہ کی ہو، پھر دوسرے اور تیسرے طہر میں بھی اسی

طرح طلاق دے، یہاں تک کہ عدت پوری ہو جائے، حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے ''أن تستقبل الطهر استقبالا فتطلقها لكل طهر تطليقة'' (بدائع الصنائع ۳/ ۸۹، وروی مثله الدار قطنی والطبرانی کما فی الدرایه علی هامش الهدایة ۲/ ۳۵۵) کہ تم طہر کا بطور خاص انتظار کرو، پھر ہر طہر میں ایک طلاق دو۔

علامہ آلوسیؒ فرماتے ہیں کہ طلاق سنت پر سنت کا اطلاق اس حیثیت سے نہیں ہے کہ اس طریقہ سے طلاق دینا پسندیدہ اور قابل ثواب عمل ہے؛ بلکہ اس کو سنت کہنا اس اعتبار سے ہے کہ یہ طریقہ بھی شریعت میں جائز ہے، اور ایسا کرنے والا مستحق عتاب نہیں۔ (روح المعانی:۱۳۶/۲)

طلاق بدعت:۔ یہ ہے کہ مذکورہ دونوں طریقوں سے ہٹ کر طلاق دی جائے، مذکورہ دونوں قسم طلاق احسن اور طلاق سنت (طلاق حسن) سے ہٹ کر طلاق بدعت کی چند صورتیں نکلتی ہیں:

(۱) ایک کلمہ سے دو طلاق دینا کہ مرد کہے اپنی بیوی کو: تجھے دو طلاق۔

(۲) الگ الگ کلمہ سے ایک ہی پاکی کے زمانے میں دو طلاق دینا۔

(۳) ایسی پاکی کے زمانے میں طلاق دینا جس میں شوہر نے بیوی سے ہمبستری کی ہو خواہ ایک طلاق دے یا دو یا تین۔

(۴) عورت کی ناپاکی کے ایام یعنی حالت حیض میں طلاق دینا۔

(۵) ایک کلمہ سے تین طلاق دینا۔

(۶) ایک طہر میں یعنی ایک ہی پاکی کے زمانے میں تین طلاقیں علاحدہ علاحدہ کلمات سے دینا، یہ سب صورتیں احناف کے نزدیک حرام ہیں،؛ لیکن اگر کسی نے ان شکلوں میں سے کسی بھی شکل میں اپنی بیوی کو طلاق دیدی تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور تین کی صورت میں عورت کے لئے حرمت غلیظہ ثابت ہو جائے گی، اور طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔

طلاق ثلاثہ کی مذمت

طلاق بدعت یعنی طلاق حرام کی مذکورہ چھ صورتوں میں سے سب سے زیادہ رائج پانچویں صورت (ایک کلمہ سے تین طلاق دینا) ہے، آج معاشرہ میں عموماً ناخواندہ طبقہ اسلام اور شریعت سے ناواقفی کی وجہ سے اسباب وعواقب پر نظر کیے بغیر، دھڑلے سے تین طلاقیں دے بیٹھتا ہے۔ ایسے شخص کی احادیث میں مذمت کی گئی ہے۔ عہد نبوی میں ایک شخص کے متعلق نبی اکرم ﷺ کو اطلاع ملی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاقیں دیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے اس پر سخت برہمی کا اظہار فرمایا، اور غصہ میں کھڑے ہوگئے، اور فرمایا: میں موجود ہوں تمہارے درمیان اور کتاب اللہ سے کھلواڑ کیا جائے گا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: **عن محمود بن لبيد قال أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعا فقام غضبان ثم قال: أيلعب بكتاب الله عزوجل وأنا بين اظهركم حتى قام رجل فقال: يارسول! ألا اقتله** (نسائی شریف ۸۲/۲)

محمود بن لبیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ایک شخص کے متعلق اطلاع ملی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک ساتھ تین طلاق دیدیں، تو آپ ﷺ سخت غصہ کی حالت میں کھڑے ہوگئے اور ارشاد فرمایا کہ ابھی جب کہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں کیا کتاب اللہ کے ساتھ کھیلا جائے گا؟ (یعنی ایک ساتھ تین طلاقیں دینا اس کتاب کے ساتھ گستاخانہ کھیل اور مذاق ہے، جس میں طلاق کا طریقہ اور قانون پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے، تو کیا میری موجوگی میں، میری زندگی ہی میں کتاب اللہ اور اس کی تعلیم سے مذاق کیا جائے گا)، حضور ﷺ نے سخت غصہ کی حالت میں یہ بات ارشاد فرمائی تو ایک صحابی کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میں اسے قتل ہی نا کردوں؟ جس نے یہ حرکت کی ہے۔ (معارف الحدیث ۴۷۲/۷)

ایک شخص نے حضور ﷺ سے عرض کیا، کہ میرے والد نے میری والدہ کو ایک ہزار طلاقیں دیدی ہیں، اب کوئی راستہ ہے؟ جواب میں ارشاد ہوا کہ اگر تمہارا باپ خدا سے

ڈرتا ہوتا، تو اللہ اس کے لئے راستہ نکالتا، بیوی تین طلاق سے بائنہ ہوگئی اور نوسو ستانوے طلاقوں کا گناہ تمہارے باپ کی گردن پر رہا (مصنف عبدالرزاق ۶/۳۰۶)

ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عباس سے نقل کیا، کہ میرے چچا نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی ہیں، جواب میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ تیرے چچا نے اللہ کی نافرمانی کی، گناہ کا کام کیا، اور شیطان کی پیروی کی۔ (ابوداؤد شریف ۱/۲۹۷)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں "وإن كنت طلقتها ثلثا فقد حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك وعصيت الله فيما أمرك من طلاق امرأتك" (صحیح مسلم شریف ۱/ ۴۷۶)

اگر تم نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیدیں تو وہ تم پر حرام ہوجائے گی یہاں تک کہ وہ دوسرے شخص سے نکاح کر کے اس سے تعلق زوجیت قائم کرے، اور تم نے اپنی بیوی کی طلاق کے سلسلے میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کی۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا حرام ہے، شیطانی عمل ہے، اللہ کی آیتوں کا مذاق اڑانا ہے؛ لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ میں مذاہب ائمہ

تین طلاق ایک مجلس میں دینا انتہائی قبیح حرکت ہے، شریعت اسلامیہ انکار کرتی ہے؛ لیکن اگر ایک مجلس میں تین طلاقیں دیدی جائیں یا متعدد اوقات میں تین طلاقیں دے دی جائیں تو وہ تین کی تین واقع ہوجاتی ہیں۔ جمہور صحابہ، فقہاء اور ائمۂ اربعہ: امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔

محقق ابن الہمام المتوفی ۸۶۱ھ فرماتے ہیں: "وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من ائمة المسلمين إلى أنه يقع الثلاث" (فتح القدیر ۳/ ۳۳۰) جمہور صحابہ کرامؓ، تابعین اور ان کے بعد کے ائمہ مسلمین کا یہی مذہب ہے، کہ تینوں طلاقیں واقع ہوجائیں گی۔

شارح مسلم علامہ نوویؒ المتوفی ۶۷۶ھ فرماتے ہیں: ''فقال الشافعی و مالک وابو حنیفة واحمد وجماهیر من السلف والخلف یقع الثلاث''. کہ امام شافعیؒ، امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ، اور امام احمد بن حنبلؒ اور تمام متقدمین اور متاخرین کا قول ہے کہ تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

اسی طرح علامہ بدرالدین العینی شارح بخاری المتوفی ۸۵۵ھ بھی یہی فرماتے ہیں کہ: تمام امت مسلمہ کا مذہب یہی ہے کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں تو سب واقع ہو جائیں گی۔ البتہ وہ شخص گنہگار ہوگا اور جمہور کہتے ہیں، جو شخص اس سلسلہ میں اختلاف کرتا ہے تو وہ متفرد اور اہل سنت والجماعت کا مخالف ہے، اور اس مخالفت سے تو اہل بدعت اور وہ لوگ وابستہ ہیں جو جماعت مسلمین سے منحرف ہو جانے کی وجہ سے ناقابل التفات ہیں۔ (عمدۃ القاری ۹/۵۲۷)

محقق ابن الہمامؒ، علامہ نوویؒ، علامہ عینیؒ کے علاوہ بے شمار علمائے کرام نے جمہور امت کے اس مسئلے پر اجماع اور اتفاق کی صراحت کی ہے۔ بغرض اختصار صرف انہیں تین حضرات کی عبارتوں پر اکتفاء کیا گیا ہے۔ اس اجماع اور اتفاق کے برخلاف متقدمین میں سے دو، ایک، اور متاخرین میں علامہ ابن تیمیہؒ المتوفی ۷۲۸ھ اور ان کے شاگرد علامہ ابن القیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ اور موجودہ دور میں غیر مقلدین کا کہنا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک ہی ہوں گی۔ اب ہم اختصار کے ساتھ صرف جمہور کے کچھ دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ موجودہ طلاق ثلاثہ کے مسائل کو اور حکومت کے نظریے کو شریعت اسلامیہ کے دلائل کی روشنی میں سمجھنے والوں کیلئے شرح صدر اور اطمینان کلی کا سامان فراہم ہو، نیز ملت اسلامیہ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا کر اس بل کی مخالفت میں پوری قوت کے ساتھ آگے آئے، اور ان لوگوں کا دنداں شکن جواب دے، جو اس پروپیگنڈہ کو عام کرنے میں لگے ہیں کہ طلاق ثلاثہ کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، مردوں کو سرے سے اس کا اختیار ہی نہیں ہے، اور تاکہ حکومت وقت جان لے کہ دستور ہند میں بنیادی حقوق کی دفعات میں جن پرسنل لا امور کی ضمانت دی گئی ہے، اور اقلیتوں کے تحفظ کا احساس دلایا گیا ہے، موجودہ طلاق ثلاثہ مخالف

بل واضح طور پر ان کے مخالف ہے اور ہندوستان کی گنگا جمنی تہذیب سے انحراف پر مبنی ہے۔

جمہور امت کے دلائل

اس مسئلہ کی سب سے بنیادی دلیل قرآن کریم کی آیت طلاق: ''الطلاق مرتان'' ہے کتب تفسیر میں آیت مذکورہ کے دوشان نزول بیان کئے گئے ہیں، اس اعتبار سے آیت کی دو تفسیریں ہوسکتی ہیں۔

(۱) آیت میں طلاق کی تعداد اور آخری طلاق کی حد بیان کی گئی ہے۔

(۲) آیت میں طلاق دینے کا شرعی طریقہ بتلایا گیا ہے، کہ طلاق الگ الگ طہروں میں دی جائے، امام مجاہدؒ کی یہی رائے ہے، امام ابن جریر طبریؒ، حافظ ابن کثیرؒ، امام رازیؒ وغیرہ نے پہلی ہی تفسیر کو راجح قرار دیا ہے، علامہ آلوسیؒ نے اس کو نظم آیات اور شان نزول کے مطابق قرار دیا ہے، صاحب تفسیر مظہری قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ بھی اسی کے مؤید ہیں۔ (روح المعانی ۲/۱۳۵، تفسیر مظہری ۱/۳۰۰)

پہلی تفسیر کے اعتبار سے آیت کا مطلب ہوگا کہ قابل رجعت طلاقیں دو ہیں، یہ عام ہے کہ وہ دونوں طلاقیں ایک ہی مجلس میں ہوں، یا الگ الگ مجلس میں، الگ الگ طہر میں، ایسی طلاق سے رجوع کرنا درست ہے، پھر فرمایا کہ دو مرتبہ طلاق دینے کے بعد دو اختیار ہیں، خواہ رجعت کر کے عورت کو رکھ لے قاعدہ کے موافق، یا عدت کے اندر رجوع نا کر کے خوش عنوانی کے ساتھ چھوڑ دے، لیکن اگر اس کے بعد تیسری طلاق دیدی جائے تو وہ عورت اس شوہر کے لئے اس وقت تک حلال نہ ہوگی، جب تک کہ دوسرے شوہر سے تعلق زوجیت قائم نہ کرلے، ''فان طلقها فلا تحل له الخ'' اس آیت میں تیسری طلاق کا ذکر ہے، طلاق بدعت کی چھ صورتوں میں سے، پہلی صورت گزری ہے کہ ایک کلمہ سے بیک وقت دو طلاق دینا بدعت ہے؛ لیکن درج بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں طلاقیں بیک وقت دیدینا باوجود ناپسندیدہ ہونے کے پڑ جاتی ہے، بعینہ یہی شکل تین طلاقیں بیک وقت دیدینے کی ہے، کہ وہ بدعت اور باعث گناہ ہونے کے باوجود واقع ہوجاتی ہیں۔

قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ کی تائید

مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتیؒ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''اور آیت کی دونوں تاویلوں کے مطابق یہ بات ظاہر ہے کہ دو یا تین طلاقوں کو جمع کرنا خواہ ایک ہی لفظ سے یا الگ الگ الفاظ سے حرام و بدعت اور باعث گناہ ہے، امام شافعیؒ اس مسئلہ میں اختلاف فرماتے ہیں ان کے نزدیک جمع کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؛ لیکن دیگر تمام لوگ متفق ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تمہیں تین طلاقیں ہیں، تو یہ تینوں بالاجماع واقع ہو جائیں گی۔'' (تفسیر مظہری ۱/۳۰۰)

واضح رہے کہ امام شافعیؒ طلاق ثلاثہ کے حرام ہونے میں تو اختلاف کرتے ہیں؛ لیکن واقع ہونے کا انکار وہ بھی نہیں کرتے، وہ خود فرماتے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین واقع ہونگیں۔(۱)

آیت کا مصداق بیک وقت تین طلاق یا علیحدہ.....؟

پوری آیت سے صرف اتنا معلوم ہوتا ہے کہ تیسری طلاق کے بعد وہ عورت شوہر کے لئے بغیر حلالہ شرعی کے حلال نہیں، اب وہ تیسری طلاق پہلی دو طلاق کے ساتھ اسی مجلس میں دی جائے، یا کسی اور مجلس میں دی جائے، اس کی آیت میں کوئی تفصیل نہیں؛ لہذا آیت کریمہ دونوں صورتوں کو شامل ہوگی اور مسئلہ یہ نکلے گا کہ خواہ اسی مجلس میں تین طلاقیں دیدے یا کسی اور مجلس میں، وہ عورت اس پر حرام ہوگی، بغیر کسی دوسرے شوہر سے رشتۂ

(۱): دراصل امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک عدد کے اعتبار سے کوئی طلاق بدعت یا سنت نہیں ہے؛ بلکہ تمام طلاق مباح ہیں، اس پر کوئی مواخذہ اور گناہ نہیں، چاہے دو طلاق واقع کردے یا تین طلاق، ایک طہر میں یا تین طہروں میں (مرقاۃ ۶/۲۹۳)، وہ فرماتے ہیں کہ سنت اور بدعت صرف وقت میں ہے، اور اس پر قرآن وحدیث کی عمومیت سے استدلال کرتے ہیں؛ جب کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک بدعت اور حرمت کا تعلق جس طرح وقت سے ہے، اسی طرح عدد سے بھی ہے، لہٰذا ایک ہی طہر میں دو طلاق دے تو یہ بھی بدعت ہے جو گناہ ہے اور قیامت میں اس پر مواخذہ ہوگا۔ الغرض اختلاف، حرمت اور عدم حرمت میں ہے؛ لیکن تین طلاق کے تین واقع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں۔ تفصیل کیلئے دیکھیے تحفۃ المشکوۃ ۳۸۴، باب أن الطلقات الثلاث جملة واحدة بدعة ام مباحة؟)

زوجیت قائم کئے، پہلے شوہر کے لئے وہ عورت حلال نہیں، علامہ ابن حزم الظاہریؒ نے اس آیت کا یہی مطلب لکھا ہے، موصوف کی عبارت ہے: **قال الله تعالى: ﴿فإن طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره﴾ "فهذا يقع على الثلاث مجموعة ومفرقة، ولا يجوز أن يحقق بهذه الآيات بعض ذلك دون بعض بغير نص"** (المحلى بالآثار: ۱۰/ ۲۰۷)

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں باب قائم کیا ہے، "**باب من أجاز الطلاق الثلاث**" علامہ عینی، علامہ ابن حجر، علامہ کرمانی، علامہ سندھی رحمہم اللہ، وغیرہ شراح بخاری، اس پر متفق ہیں کہ امام بخاری کی مراد یہاں طلاق ثلاث سے عام ہے، خواہ وہ دفعۃ ہوں یا الگ الگ۔ (حاشیہ سندھی ۲/ ۷۹۱)

دلیل احادیث کی روشنی میں

امام بخاری نے حضرت عویمر عجلانیؓ کے طلاق اور لعان کے واقعہ کے سلسلہ میں بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیوی سے لعان کرنے کے بعد اسی وقت تین طلاقیں دیدیں۔ حدیث کے الفاظ ہیں "**فطلقها ثلاثا قبل أن يامره رسول الله صلى الله عليه وسلم** (بخاری شریف ۲/ ۷۹۱ حدیث نمبر: ۴۸۵۵ مسلم شریف ۱/ ۴۸۹ حدیث نمبر ۲۷۴۱، نسائی: ۳۴۰۱) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے ہی انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیدیں۔

عویمر عجلانی کے تین طلاق دینے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود رہتے ہوئے بھی انکار نہیں فرمایا، امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، "**ولم ينكر عليه إطلاقه لفظ الثلاث**" (شرح مسلم: ۱/ ۴۸۹) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ تین کے بولنے پر انکار نہیں فرمایا۔

بلکہ ابوداؤد کی روایت میں اس بات کی صراحت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں طلاقوں کو نافذ فرمادیا تھا، حدیث کے الفاظ ہیں۔

"**فطلقها ثلث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم**

وأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم"(ابوداؤد : ۱/ ۳۰۷)

دوسری حدیث: ابراہیم روایت کرتے ہیں داؤد بن عبادۃ بن صامت سے، انہوں نے کہا کہ میرے دادا نے ایک بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں، میرے باپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بیان کیا، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے والد اللہ سے نہیں ڈرتے، تین تو ان کا حق تھا، رہی بقیہ نوسو ستانوے طلاقیں تو وہ ظلم وزیادتی ہیں، اللہ چاہے تو سزا دیں اور چاہیں تو انہیں معاف کردیں۔ (مصنف عبدالرزاق:۶/۳۹۳)

ظاہر ہے کہ یہ ہزار طلاقیں بیک وقت ہی تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے تین کو نافذ فرمادیا۔

ان احادیث کا مطالعہ بتاتا ہے، کہ تین طلاق دینا اگرچہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے؛ لیکن اگر کوئی اسلام کی مستحکم تعلیمات سے ناواقفیت کی وجہ سے یا غصہ گرمی میں یکبارگی تین طلاق کا اقدام کرے، تو تین واقع ہوجائیں گی۔

تین طلاق کے تین واقع ہونے پر اجماع

عہد نبوی کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں تین طلاق بیک وقت دینے کا معاملہ اکا-دکا تھا؛ لیکن سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ آتے آتے لوگوں کی کیفیت وہ نہ رہی۔ اب طلاق کے معاملے میں بے احتیاطیاں عام ہونے لگیں، بیک وقت تین طلاق دینے کا معاملہ بکثرت وقوع پذیر ہونے لگا، تو حضرت عمرؓ نے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مشورے سے ان تین طلاقوں کو نافذ کردیا اور اس پر تمام صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اجماع ہوگیا، اس دور کے تمام اہل اسلام نے مکمل طور پر اسے تسلیم کیا، کسی نے بھی اس کی مخالفت نہیں؛ کیونکہ یہ اجماع کسی نئے مسئلہ پر نہیں تھا؛ بلکہ یہ تو وہ مسئلہ تھا جو زمانہ رسالت میں بھی پیش آچکا تھا اور اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ بھی فرماچکے تھے، جیسا کہ اوپر کی احادیث سے معلوم ہوا۔

تین طلاق کا واقع ہونا ایک معقول بات

آج اسلام مخالف طاقتیں یہ پروپیگنڈہ عام کرنے میں لگی ہوئی ہیں، کہ تین طلاق دینا خود شریعت میں ایک مذموم عمل ہے، لہٰذا اس کو باقی رکھ کر عورت پر ڈھائے جانے والے ستم کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ یہ حقیقت ہے کہ یکبارگی تین طلاق دینا ایک قبیح اور مذموم عمل ہے، شریعت اسلامیہ اور احادیث مبارکہ کھلے لفظوں میں ان کی مذمت اور قباحت کو اجاگر کرتی ہیں؛ لیکن دنیا میں ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو خود بنفسہ مذموم ہیں؛ لیکن اس عمل کو بجالانے سے وہ عمل واقع ہو جاتا ہے، اس کے ارتکاب کرنے سے اثر مرتب ہوتا ہے۔

کسی آدمی کو ناحق بغیر کسی وجہ سے گولی مارنا، تو پوری دنیا کی نگاہ میں ایک قبیح حرکت اور مذموم عمل ہے، دھاردار آلے سے کسی انسان کا بغیر کسی وجہ کے کوئی عضو، ہاتھ، پیر وغیرہ کاٹنا، ایک قبیح حرکت اور مذموم عمل ہے؛ لیکن اس کے باوجود کسی وجہ سے کوئی آدمی اس قبیح عمل اور مذموم حرکت کو بروئے کار لائے تو کسی انسان کے سینے پر بندوق رکھ کر گولی چلادے، یا کسی عضو پر دھار دار چھری چلادے تو اس عمل کے واقع ہونے اور اثر مرتب ہونے کو سب مانتے ہیں، ٹھیک اسی طرح بیک وقت تین طلاق دینا ایک مذموم عمل ہے، قبیح حرکت ہے؛ لیکن اگر کوئی جذبات میں آکر یا حالات سے عاجز آکر یا شریعت سے ناواقفیت کی بنیاد پر تین طلاق دیدے، تو اس کا بھی اثر ظاہر ہوگا، اور طلاق پڑ جائے گی، اس وضاحت کے بعد تین طلاق بیک وقت واقع ہونے کا انکار کرنا ضد کی بات ہے۔

غیر مقلدین کا نقطۂ نظر

دور حاضر کے غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں جمہور علماء سلف کی رائے چھوڑ کر علامہ ابن تیمیہؒ کے مسلک کی، شدت سے تقلید کر رکھی ہے، ان کا مسلک یہ ہو گیا ہے کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق، تین نہیں ایک واقع ہوگی حالانکہ ما قبل میں بیان کردہ دلائل وشواہد سے معلوم ہوا کہ تین طلاقیں واقع ہوں گیں، اس سلسلے میں متعدد کتابیں ہیں، جن میں غیر مقلدین کے نظریہ کی تردید کی گئی ہے، یہاں ہمیں صرف یہ بتانا ہے کہ غیر مقلدین

کے نظریہ کے مطابق بھی تین طلاق یکسر لغو اور کالعدم نہیں ہیں؛ بلکہ ایک پھر بھی واقع ہوتی ہے: ہاں اتنا اختلاف ضرور ہے کہ پوری دنیا کے سنی مسلمانوں میں مروج مسالک اربعہ ایسی تین طلاق کو تین مانتی ہیں، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ایسی تین طلاق ایک ہی واقع ہوتی ہے؛ لیکن پوری دنیا میں کوئی مسلمان یہ نہیں مانتا کہ تین طلاق سرے سے واقع ہی نہیں ہوتی۔

اس کے باوجود ہندوستان کی عدالتوں کے ذریعہ وقفہ وقفہ سے طلاق اور بطور خاص تین طلاق کا موضوع اٹھایا جاتا رہا یہاں تک کہ اٹھائیس دسمبر ۲۰۱۷ء کو لوک سبھا میں فوری طور پر تین طلاق کو بالکل کالعدم قرار دینے کی قرارداد منظور ہوئی، جو ہندوستان کے آئین اور جمہوریت کے کھلے طور پر خلاف ہے۔

طلاق ثلاثہ بل

موجودہ دور میں داخلی وخارجی فتنوں کی بھر مار ہے، باطل طاقتیں ہمہ وقت اپنی بدنیتی اور بدعقیدگی کا کلہاڑا لے کر دندناتی پھر رہی ہیں، ان ہی فتنوں میں سے ایک فتنہ ''تین طلاق کا بل'' ہے۔

۲۸/دسمبر ۲۰۱۷ء کو پارلیمنٹ میں اس بل کو پیش کیا گیا، ایوان زیریں (لوک سبھا) کے ٹیبل پر رکھے جانے والے اس بل کا نام (The Muslim Women Protection Of marrege Bill 2017 دی مسلم ومن پروٹیکشن آف رائٹس آن میرج بل ۲۰۱۷ء) ہے، بل میں کہا گیا کہ طلاق بدعت اور اس کی مماثل طلاق کی وہ تمام شکلیں جو فوری طور پر اثر انداز ہوں اور جن میں رجعت کی گنجائش نہ ہو، باطل اور غیر قانونی ہوں گی، خواہ زبانی طلاق دی جائے یا تحریر کے ذریعہ یا کسی اور ذریعہ سے، اور اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو اس کو تین سال کی جیل ہوگی، نیز اس مطلقہ عورت اور اس کے زیر کفالت بچوں کا نفقہ طلاق دینے والے شخص پر ہوگا، اور مجسٹریٹ طے کریگا نابالغ بچوں کی نگہداشت کا حق بھی عورت کو حاصل ہوگا۔ یہی نہیں بلکہ مجرم کے خلاف ناقابل ضمانت وارنٹ جاری ہوگا، یہ قابل دست اندازی پولیس ہوگا۔

طلاق مخالف بل، مسودہ کا متن

بل نمبر ۲۰۱۷ کا ۲۴۷

مسلم خواتین (نکاح کے سے متعلق حقوق کے تحفظ) کا بل ۲۰۱۷ء

ایک ایسا بل جو شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کا تحفظ کرے اور ان کے شوہروں کی جانب طلاق دیئے جانے کو روکے اور اس بالواسطہ یا بلاواسطہ متعلق امور کے تعلق سے توضیع کرے۔

ہندوستانی جمہوریت کے ۶۸ ویں سال میں حسب ذیل اطلاق پذیر ہوا:۔

باب اول

ابتدائی

مختصر نام اطلاق اور نفاذ ۔۱۔ (۱) اس قانون کو مسلم خواتین (شادی ہونے پر ان کے حقوق کے تحفظ کا) قانون ۲۰۱۷ء کہا جائیگا۔

(۲) یہ ریاست جموو کشمیر کے علاوہ پورے ہندوستان پر اطلاق پذیر ہوگا۔

(۳) یہ اس تاریخ سے نافذ العمل ہوگا، جیسا کہ مرکزی حکومت حکم نامہ کے ذریعہ سرکاری اعلان نامہ میں مشتہر کرے۔

تعریفات :۲ اس قانون میں علاوہ اس کے سیاق عبارت کسی اور مفہوم کا تقاضا کرے۔

(a) ''برقی شکل'' کا بعنیہ وہی مفہوم ہوگا جیسا کہ اطلاعاتی اور تکنیکی قانون 2000

کی دفعہ 2 ذیلی دفعہ (۱) کے ضمن (r) میں طے کیا گیا ہے۔

(b) ''طلاق'' کا مفہوم ہے طلاق بدعت یا طلاق کی ہر ایسی مماثل شکل جو شوہر کی جانب سے دی جائے اور فوری اور غیر رجعی طور پر واقع ہوتی ہو۔

(c) ''مجسٹریٹ'' سے مراد ہے ایسا اول درجہ کا منصف؛ جو مجموعہ ضابطہ فوجداری ۱۹۷۳ کے تحت اپنے دائرہ اختیار کا استعمال ایک ایسے علاقہ میں کرتا ہو، جہاں پر کہ کوئی شادی شدہ مسلم عورت رہائش پذیر ہو۔

باب دوم
عمل طلاق کا باطل اور غیر قانونی ہونا

طلاق کا باطل اور غیر قانونی ہونا۔ 3. کسی بھی شخص کا اپنی بیوی کو کوئی بھی طلاق الفاظ کے ذریعہ دینا، خواہ زبانی ہو یا تحریری شکل میں ہو یا برقی میں، یا کسی بھی طرح دی جائے غیر قانونی اور باطل ہوگی۔

طلاق دینے کی سزا۔ 4. جو کوئی بھی اپنی بیوی کو اس طور پر طلاق دیتا ہے جس کا ذکر دفعہ 3 میں کیا گیا ہے اس کو سزائے قید جس کی مدت تین سال تک ہوسکتی ہے، اور جرمانہ سے سزایاب کیا جائے گا۔

باب سوم
شادی شدہ مسلم خواتین کے حقوق کا تحفظ

گزارہ۔ 5. کسی بھی نافذ العمل قانون کی توضیعات پر خلاف اثر ڈالے بغیر، ایک ایسی شادی شدہ مسلم عورت جس کو طلاق دی گئی ہو، اپنے شوہر کی طرف سے اپنے زیر کفالت بچوں کے لئے گزارہ بھتہ کی وہ رقم پانے کی حق دار ہوگی، جو رقم کہ مجسٹریٹ کے ذریعہ طے کی جائے۔

نابالغ بچوں کی نگداشت۔ 6. ماقبل سے نافذ العمل کسی بھی قانون میں کوئی بھی توضیع ہونے کے باوجود، شوہر کی جانب سے طلاق دیئے جانے کی صورت میں، ایک شادی شدہ مسلم عورت، اپنے نابالغ بچوں کی نگہداشت کی حقدار، اس طرح ہوگی، جیسا کہ مجسٹریٹ کی جانب سے طے کیا جائے۔

جرائم کا غیر ضمانتی اور قابل دست اندازی پولیس ہونا: 7. مجموعہ ضابطہ فوجداری 1973 میں کسی بھی امر کے ہونے کے باوجود، اس قانون کے تحت قابل سزا کوئی جرم مذکورہ ضابطہ کے مفہوم کے مطابق، قابل دست اندازی پولیس اور غیر ضمانتی ہوگا۔

طلاق مخالف بل کی خامیاں

غور کیا جائے تو یہ مجوزہ قانون شریعت اسلامی میں مداخلت بھی ہے اور دستور کی روح کے مغائر بھی، اور خود عورتوں کے مفاد کے خلاف بھی، نیز تضادات کا حامل بھی، اس میں ایک پہلو تو شریعت اسلامی میں مداخلت کا ہے، اور مداخلت ایک آدھ مسئلہ تک محدود نہیں ہے ہے؛ بلکہ یہ کئی جہتوں سے شریعت کے عائلی قوانین کو متاثر کرتا ہے، جن کو درج ذیل نکات سے سمجھا جاسکتا ہے۔

(۱): اولا: یہ بل ''طلاق بدعت'' جس سے خود اس بل کی توضیحات کے مطابق ایک ساتھ دی گئی تین طلاقیں مراد ہیں، باطل کالعدم اور غیر مؤثر قرار دیتا ہے، یہ ایسی بات ہے جس کے غلط ہونے پر مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر متفق ہیں۔

مجوزہ قانون کے مطابق طلاق بدعت کے ساتھ ساتھ اس کے مماثل طلاق کی وہ تمام صورتیں بے اثر ہوں گی، جن سے فوری طور پر رشتۂ ازدواج ختم ہوجاتا ہو اور رجعت کی گنجائش باقی نہ رہتی ہو، گویا طلاق بائن بھی واقع نہیں ہوگی۔

اگر شوہر تین طلاق سے بچتے ہوئے فوری طور پر رشتۂ نکاح ختم کرنا چاہے تو اس کی صورت یہی ہے کہ ایک طلاق بائن دے، تاکہ نکاح ختم ہوجائے اور دونوں فریق کے درمیان دوبارہ نکاح کی گنجائش باقی رہے، لیکن اس قانون کی رو سے یہ طلاق غیر معتبر ہوجائے گی۔

نیز اس کے علاوہ بھی کئی ایسی چیزیں داخل ہیں جو شریعت اسلامی کے مغائر ہیں، مثلا مطلقہ عورت اور اس کے بچوں کا نفقہ مرد پر عائد کیا گیا ہے، اور تین سال کی سزا وغیرہ۔ علاوہ ازیں سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ دستور کی آرٹیکل 26_25 ''آزادی ضمیر اور

مذہب کو آزادانہ قبول کرنے اور اس کی پیروی اور تبلیغ کی آزادی۔ مذہبی امور کے انتظام کی آزادی'' کے خلاف ہے۔

طلاق مخالف بل کے دو اہم نقصانات

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب مدظلہ العالی بل کی خامیاں اجاگر کرتے ہوئے اپنے مضمون ''تین طلاق پر تین سال کی سزا'' میں لکھتے ہیں کہ:

''یہ طے ہے کہ اس بل میں دو چیزیں ہیں: ایک تو یہ کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے والوں کو کریمنل لا کے تحت سزا ہوگی، اس کی مدت تین سال ہے، اس کے علاوہ اسے پینلٹی (یعنی اخراجات) بھی دینی ہوگی، جس کی تعیین عدالت میں ہوگی، حکومت نے کریمنل لا کے تحت تین سال کی سزا تو طے کردی، مگر سوال یہ ہے کہ یہ سزا کس کریمنل آفنس کی ہے؟ اگر ایک ساتھ تین طلاق دینا کریمنل آفنس ہے تو سپریم کورٹ نے فیصلہ دیدیا ہے کہ تین طلاق دینے سے طلاق نہیں ہوگی، اس طرح سپریم کورٹ نے تین طلاق کو پہلے ہی بے اثر کردیا ہے اور ''حکومت بے اثر جرم'' کی سزا تین سال مقرر کررہی ہے اور اس کے ساتھ پینلٹی بھی ہے تو یہ سپریم کورٹ سے طے شدہ بے اثر جملہ یا لفظ کو جرم قرار دینا ہے، جب کہ کوئی بھی بے اثر چیز کرائم نہیں ہوسکتی - اگر قانون سازی یہ ہوتی کہ تین طلاق دینے والے کی بات مؤثر ہوگی اور تینوں طلاق پڑ جائے گی، تو پھر تین سال کی سزا کے قانون میں کچھ معقولیت ہوتی۔

دوسری اہم چیز یہ ہے کہ بے اثر جرم کے خلاف حکومت تین سال کی سزا متعین کرنے جارہی ہے، کیا انڈین پینل کوکوڈ کی سزاؤں سے اس کی مطابقت ہے؟ تین سال کی سزا اغوا، زنا کاری جیسے جرائم پر دی جاتی ہے، کئی بڑے جرائم ہے جن کی سزا تین سال سے کم ہے، مثلاً رشوت پر ایک سال، مذہبی مقامات کو نقصان پہونچانے پر دو سال، فورجری پر دو سال، چار سو بیسی پر ایک سال، ملاوٹ پر چھ ماہ، یا ایک ہزار روپئے (یا دونوں) جیسی سزائیں متعین ہیں، تو کیا تین طلاق (سپریم کورٹ کے مطابق جس کا نہ بیوی پر اثر ہوتا ہے

نہ بچوں پر نہ خاندان پر) اتنا بڑا ''جرم'' ہے کہ اسے اغوا جیسے جرائم کے برابر سمجھ لیا جائے ؟ سزاؤں کو متعین کرنے میں کچھ توازن تو ہونا ہی چاہئے !''

کیا سماجی بیماریوں کا علاج کڑی سزا ہے؟

مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم اپنے ایک مضمون ''تین طلاق پر تین سال کی سزا'' میں لکھتے ہیں کہ:

مرکزی کینبٹ نے تین سال کی سزا کے ساتھ بیوی بچوں کا خرچ بھی طلاق دینے والے پر عائد کیا ہے، کینبٹ کو یہ بھی سوچنا چاہئے کہ مرد جیل چلا جائے گا تو یہ خرچ کون دے گا؟ اس سے بہتر تو حکومت بہار نے کیا ہے کہ مطلقہ کو پچیس ہزار روپئے سالانہ وظیفہ دیتی ہے۔

ایسا لگتا ہے کہ حکومت نے یہ مان لیا ہے کہ سماجی بیماریوں کا علاج کڑی سزا ہے جب کہ کرائم رپورٹ اس کی تائید نہیں کرتی ، پچھلے چند برسوں میں مجرمانہ حرکت پر نگاہ ڈالیں تو شہرت اور عوامی احتجاج نربھیا حادثہ پر ہوا، اتنا کسی انفرادی حادثے پر نہیں ہوا، اس حادثہ نے پورے ملک کے شعور کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، اور کسی اپیل کے بغیر ہزاروں افراد بڑے بڑے شہروں میں سڑکوں پر اتر آئے ، کئی بڑے لیڈروں نے بیان دیدیا کہ مجرم کو اسلامی سزا دینی چاہیے، شور شرابہ کے تحت قانون بن گیا، مگر کیا عورتوں کے ساتھ زیادتیوں کا سلسلہ کم ہوگیا؟ روکنے کی بات، دور کی ہے! ہاں یہ بھی عجیب بات ہے کہ آج مرکزی وزارت نے تین طلاق پر تین سال کی سزا کے مسودہ کو منظور کیا ہے، آج ہی یہ سطریں لکھی جارہی ہیں (پندرہ دسمبر ۲۰۱۷ء) اور ۱۶ر دسمبر ۲۰۱۲ء کو نربھیا کے ساتھ اندوہناک حادثہ ہوا تھا، اس پانچ سال کے عرصہ میں جرائم بڑھے ہیں، ۲۰۱۶ء میں کرائم ریکارڈ بیورو کے مطابق ایک ہزار خواتین پر جرائم کی تعداد دو اعشار پچپن رہی ہے، خواتین کے خلاف تشدد کا معاملہ بڑھا اور اس دس سال میں ۸۸ فیصد اضافہ ہوا، جب کہ ۲۰۱۶ء میں ۱۹ اعشاریہ ۱۸ فیصد مجرم کو ہی سزا دی گئی، دہلی میں ۲۰۱۶ء میں روزانہ پانچ واقعات عصمت دری کے درج ہوئے ہیں، دہلی میں جنسی ہراسانی کی اوسط شرح تین اعشاریہ ۲۶ فیصد ہے۔

تھوڑی سی تفصیل بتاتی ہے کہ سماجی بیماریوں کا علاج قانون کا سخت بنا دینا ناکافی ہے، اس کے لئے لوگوں کو سمجھانا، انہیں ذمہ داریوں کو یاد دلانا اور ذہن سازی کرانا بہت اہم ہے، جس کی سمجھ میں آجانے والی مثال یہ ہے کہ مسلمانوں میں ۲۲/اگست ۲۰۱۷ء تک طلاق بہت آسان رہی ہے، دوسرے مذہب کے ماننے والوں میں طلاق مشکل رہی ہے، اور طلاق کورٹ سے ہوتی ہے، جس میں بڑا وقت لگتا ہے، جس کے نتیجہ میں ابھی ۲۳/لاکھ ہندو عورتیں بغیر طلاق، شوہر سے الگ مجبوری کی زندگی گزار رہی ہیں، انہیں میں ایک وزیر اعظم نریندر مودی کی اہلیہ محترمہ بھی ہیں- اور جن لوگوں کو قانونی طلاق ہوئی ہے، قومی مردم شماری کی رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ ہندو، پھر عیسائی، سکھ، بدھسٹ، جینیوں کے یہاں طلاق ہوئی ہے، اور سب سے کم طلاق مسلمانوں میں ہوئی ہے، اصل میں یہ اثر ہے مسلم پرسنل لا بورڈ، مسلمانوں کی دوسری جماعتوں، علماء اور ائمہ کے سمجھانے بجھانے اور مزاج سازی کا۔''

طلاق مخالف بل کا قابل توجہ پہلو

مفکر ملت امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم اپنے مضمون ''تین طلاق پر غیر متوازن سزا'' میں لکھتے ہیں کہ بل کا یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ یہ کریمنل ایکٹ بننے والا ہے، جب کہ نکاح، سول معاملہ ہے، سول معاملہ کو کریمنل بنا دینا، خود قانون دانوں کی واضح رائے کے خلاف ہے، ۲۰۰۶ء میں سپریم کورٹ کے ججوں مسٹر اچ کے سیما اور مسٹر آر وی رویندر نے فیصلہ دیا تھا کہ سول معاملات کو کریمنل بنا دینا صحیح نہیں ہے، ایسی کسی بھی کوشش کو بہتر نہیں کہا جا سکتا، یہ طریقہ کار انصاف کے تقاضوں کے خلاف ہے، جس کی حوصلہ شکنی ضروری ہے۔''

''جب سپریم کورٹ نے ایک ساتھ تین طلاق کو بے اثر بنا دیا ہے تو بیوی کے لئے پھر اس میں نہ علیحدگی کا معاملہ ہے اور نہ کوئی بری بات، اسے تشدد آمیز جملہ بھی نہیں کہا جا سکتا اور نہ اسے گالی کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے، اگر مرکزی حکومت اسے گالی سمجھتی ہے تو اس کے لئے بھی قانون موجود ہے، اگر کسی حساس خاتون کو اس کی وجہ سے ذہنی ایذا رسانی

ہوتی ہے تو شوہر کی طرف سے ذہنی یا جسمانی ایذا رسانی کے لئے ڈومسٹک وائلنس ایکٹ ۲۰۰۵ء(domistic vilence act2005) عورت مجسٹریٹ تک معاملہ پہونچا سکتی ہے، وہاں سے ایذا رسانی کا علاج نکلے گا، یہ پورا معاملہ بھی سیول پروسیجور (civel procedure) کا ہے، کریمنل کا نہیں ہے، پھر یہ کہاں تک قانونا درست ہوگا، کہ جس چیز کو عدالت عالیہ بے اثر قرار دے چکی ہے، اس پر ایک بارگی بلاسبب کریمنل قانون بنا دیا جائے، جب کہ قانون سازی کی تاریخ یہ ہے کہ ذہنی یا جسمانی تشدد کو پہلے سول معاملہ کے درجہ میں رکھا جاتا ہے۔

اس معاملہ کو قانون شہادت کی روشنی میں بھی دیکھا جانا چاہیے، عام طور پر تین طلاق بیوی کو کسی ناراضگی یا جھگڑے کے موقع پر دی جاتی ہے، جہاں اکثر وبیشتر مواقع پر میاں بیوی ہی ہوتے ہیں، خاندان یا محلّہ کے لوگ کبھی کبھار ہی جمع ہوجاتے ہیں، اب اگر بیوی مجسٹریٹ کے یہاں تین طلاق کا دعوی کرے، تو قانون شہادت کی رو سے گواہ کہاں ملیں گے؟ کون خاندان والا اپنے عزیز کو تین سال کی جیل بھیجنے کی گواہی دے گا؟ اور اگر طلاق کے وقت صرف شوہر بیوی تھے تو گواہی کا معاملہ اور بھی مشکل ہے۔

غرض کہ یہ بل اپنے اندر کئی تضاد رکھتا ہے، اور سپریم کورٹ کی منشاء کے بھی خلاف ہے، اس پر غور وفکر کی ضرورت ہے اور اسے اسٹینڈنگ کمیٹی کے حوالہ کرنا چاہیے، یا پھر راجیہ سبھا اسے سلیکٹ کمیٹی کے حوالہ کرے، جہاں تمام گوشوں پر غور کیا جاسکے، دانشوروں، علماء کرام سے بھی مشورہ لے کر اس کی خامیوں کو دور کیا جائے؛ ورنہ موجودہ صورت حال میں کئی اہم سوالات ہیں جو سپریم کورٹ کے فیصلہ اور پیش کردہ بل کے نتیجہ میں بھی ابھر کر سامنے آتے ہیں، جن پر پارلیمنٹ کے اندر بحث ہونی چاہیے، اور علماء اور دانشوروں کو بھی اپنی رائے دینی چاہیے۔

طلاق مخالف بل کا خدوخال

حکومت وقت کا تیار کردہ طلاق مخالف بل جہاں بے شمار تضاد کے مجموعہ پر مشتمل ہے، وہیں چند بنیادی غلط فہمیوں پر بھی مبنی ہے جو محرک بنی ہیں بل تیار کرنے اور عوام میں گمراہی پھیلانے کا جب کہ حکومت وقت اپنی غلط فہمی کو فلسفے کے طور پر اجاگر کر رہی ہے اور ملک کا ضمیر فروش میڈیا آگ پر تیل کا کام کر کے دوسروں کی نظر میں اسلام کو بدنام اور خود مسلمانوں کے دلوں میں شکوک کے بیج ڈال رہا ہے، مجموعی طور پر اس غلط فہمی کو چار عناوین دیے جاسکتے ہیں۔

(۱) طلاق دینے میں مرد ہی اقدام کرتا ہے۔
(۲) طلاق ثلاثہ بل ہمدردی پر مبنی ہے۔
(۳) طلاق ثلاثہ دیگر اسلامی ممالک میں نہیں ہے۔
(۴) طلاق ثلاثہ قرآن سے ثابت نہیں ہے۔

ذیل میں ہر ایک کو بالترتیب مستقل عنوان کے تحت ذکر کیا جاتا ہے۔

کیا طلاق کا اقدام مرد ہی کرتا ہے؟

بل مرتب کرتے وقت برسر اقتدار پارٹی نے اپنے ذہن میں رچا بسا لیا کہ طلاق دینے کا اقدام مرد ہی کرتا ہے، جس سے کھلے طور پر عورت پر ظلم ہوتا ہے، اور یہ اس کے لیے نقصان دہ ہے، اس مفروضے کو ذہن میں رکھ کر پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ ''طلاق کے ذریعہ مسلم خواتین پر ہونے والے ظلم کے خلاف ایوان کا خاموش رہنا صحیح نہیں'' اس لئے ہم نے قانون مرتب کیا، حالانکہ یہ مسلم سماج اور عائلی نظام سے ناوقفیت کی واضح دلیل ہے، بل تیار کرنے والے وہ لوگ ہیں جنہیں مسلم سماج کے مزاج، مسائل ومشکلات، سہولتوں اور دشواریوں کا بالکل اندازہ نہیں، جن لوگوں کے سامنے گھریلو جھگڑوں یا میاں بیوی کی تلخیوں کے واقعات آتے رہتے ہیں، وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ اچھی خاصی تعداد میں ایسی عورتیں بھی ہوتی ہیں جو شوہر کی بدمزاجی، سخت گیری یا مزاج نہ ملنے کی وجہ سے شوہر سے پہلی

فرصت میں گلو خلاصی چاہتی ہیں، اور وہ خود مطالبہ کرتی ہیں کہ انہیں فوراً تین طلاق دے کر چھٹکارا دے دیا جائے، اور سمجھانے سے شوہر بھی شرطوں کے ساتھ یا بلا شرط تین طلاق دینے کو تیار ہو جاتا ہے؛ مگر اس بل کے ایکٹ بننے کے بعد کوئی مرد مذکورہ شکل میں بیوی کو علحدہ کرنے کی ہمت کرے گا؟ یہ سمجھنا کہ تین طلاق مرد ہمیشہ یک طرفہ دیتا ہے سماجی حالات کو نہ جاننے کی وجہ سے ہے، جن لوگوں کو دارالافتاء اور دارالقضاء کے کاموں کا تجربہ ہے، وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ طلاق عورت کے اصرار پر بھی مردوں کو دینی پڑتی ہے، اس صورت میں ذرا سوچیے ! طلاق چاہنے والی عورتوں پر اس کے کیا منفی اثرات پڑیں گے؟ آج حکومت وقت نے صرف اس پہلو ''طلاق کے ذریعہ ظلم کرنے والے مردوں کے تئیں خاموش نہیں رہا جا سکتا'' کو سامنے رکھ کر قانون بنا دیا؛ لیکن دوسرے پہلو تک ذہن بھی نہیں پہونچا کہ اس کے کیا بھیانک اثرات ظاہر ہوں گے؟

طلاق ثلاثہ بل ہمدردی کا نمونہ یا نفرت کا مظہر؟

پارلیمنٹ میں بل پیش کرتے وقت ''وزیر قانون: روی شنکر پرشاد'' نے تاثر دلایا تھا کہ ''بل آئین کے جذبات کے مطابق ہے، مسلم عورتوں پر ہونے والے سلوک پر خاموش رہنا صحیح نہیں'' یہ جملے بتاتے ہیں کہ حکومت مسلم خواتین کے درد کی مسیحا اور ہمدرد ہے، اگر حکومت مسلم عورتوں کے تئیں اتنی ہمدرد ہے تو آئے دن مسلم عورتوں کے ساتھ عصمت دری کے واقعات رونما ہوتے ہیں، عورتوں کی جان وعزت سڑک پر آوارہ گردی کرنے والے شر پسند غولوں کے ہاتھ میں رہتی ہے، وہاں آپ کی یہ ہمدردی کیوں ظاہر نہیں ہوتی؟ افراز الاسلام کی بیوی اور بیٹی کیا مسلم خواتین نہیں تھیں؟ نجیب کی ماں، اخلاق کے پریوار، حافظ جنید کے اہل خانہ میں کیا مسلم خواتین نہیں ہیں؟ ان عورتوں کے تحفظ کے لئے کوئی قانون ہمدردی بن کر کیوں نہیں پیش ہوا؟

اگر کہا جائے کہ سرکار کے نزدیک مظلوم عورتیں صرف وہی ہیں جو بیوہ اور مطلقہ ہوں، تو اس قانون کے بنانے میں مسلم خواتین کے ساتھ کونسا سرخاب کا پر لگا ہوا ہے؟ جب

کہ پورے ملک میں ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے اعتبار سے کل 4,28,44,231 بیوہ عورتیں ہیں، جن میں سے 83,77 فیصد سے زائد ہندو مذہب کو ماننے والی ہیں، کیا یہ عورتیں ایسی نہیں ہیں کہ سرکار ان کے ظلم کا مداوا کرے اور ان کو بھی انصاف دلانے کی فکر میں کوئی لائحہ عمل تیار کرے؟

اگر ہندوستان میں طلاق متاثرہ خواتین کا جائزہ لیا جائے تو ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم خواتین میں طلاق کی شرح ہندو خواتین سے کم ہے۔ 2011ء کے سروے کے مطابق مسلم مطلقہ خواتین 0.25% ہیں، اور ہندو عورتوں میں فیصد 0.40 ہے، تو پھر ہمدردی پر مشتمل یہ قانون ہندو خواتین کیلئے کیوں نہیں؟

آج بھی طلاق متاثرہ خواتین وغیر مطلقہ ''مسلم پرسنل لا بورڈ کے ساتھ ہیں'' بجز چند کے، وہ اسلامی قوانین سے محبت کرتی ہیں، قرآن وسنت کو سینے سے لگاتی ہیں، جس کا اندازہ جگہ جگہ طلاق مخالف بل کے خلاف مظاہروں سے لگا لیا گیا ہوگا، اور وہ مانتی ہیں کہ ہمدردی شریعت اسلامیہ ہی کی قوانین کو باقی رکھنے میں ہے، تو کیا ہمدردی کا لبادہ اوڑھنے والے اپنے رحم وکرم کو اس کی جانب مبذول کریں گے؟

جسے حکومت ہمدردی کا نمونہ قرار دے رہی ہے، وہ ہمدری نہیں، نفرت کا مظہر ہے، برسہا برس سے چلی آرہی اسلام دشمنی کا پرتو ہے، ان کا مقصد ہے کہ مسلمان شریعت اسلامیہ سے منحرف ہو جائے، مغربی تہذیب وتمدن میں رنگ کر عورتوں کے دلوں میں شوہر کے تئیں رہے سہے احترام کو ختم کر دیا جائے، پورا معاشرہ زنا، بدکاری، وفحاشی میں مبتلا ہو کر شوہر کو ایک اے، ٹی، ایم، کارڈ کے طور پر استعمال کیا جائے اور اس طرح پورا مسلم سماج شریعت سے دستبردار ہو کر ان کی رضا وخوشنودی کا سامان بن جائے۔

اچھی طرح حکومت وقت کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ کوئی بھی مسلمان ہمدردی کے نام پر تیار کردہ، ظلم تشدد والا بل ہرگز قبول نہیں کر سکتا، تمام مسلمانوں کا یہ پختہ ایمان ہے کہ ہماری شریعت کے واضح احکامات پر عمل کرنے ہی میں ہر طرح کے مظالم کا خاتمہ اور صلاح وفلاح مضمر ہے، انہیں اس ہمدردی کی ضرورت تھی اور نہ آج ہے، ہم نے پرسنل لا میں

مداخلت کو کل بھی ظلم وتشدد کہہ کر ٹھکرایا تھا اور آج بھی ہم اسے ٹھکرا کر دستور ہند میں دیے گئے مذہبی آزادی کے طالب ہیں۔

تین طلاق پر چند مسلم ممالک کے قوانین

حکومت اور میڈیا نے بہت شور مچایا کہ اسلامی ممالک میں تین طلاق پر پابندی عائد ہے، جس کے پس پردہ مسلم سماج میں انتشار اور علمائے کرام سے بدگمانی کو ہوا دے کر ہندوستان میں بھی پابندی کا مطالبہ کر کے مردوں سے طلاق کے اختیار کو سلب کرنے کی کوشش کی جارہی ہے؛ حالاں کہ غور کرنے سے معلوم ہوتا کہ یہاں دو چیزیں ہیں (۱) مسلم ممالک میں مردوں کو تین طلاق کا اختیار ہے یا نہیں؟ (۲) مسلم ممالک میں یکبارگی تین طلاق دینے سے کتنی واقع ہوں گی؟ تو پہلی بات کا جواب یہ ہے کی مصر، شام وغیرہ جیسے مسلم ممالک کے قانون میں صراحت ہے کہ شوہر کو تین طلاق دینے کا اختیار ہے، اور اس پر کوئی پابندی نہیں، ہاں! مصر، شام بحرین، قطر اور الجزائر وغیرہ کا قانون ہے کہ یکبارگی دی گئی تین طلاق تین نہیں، ایک واقع ہوگی؛ اور الگ الگ وقت میں تین طلاق دے تو تین ہی واقع ہوں گی؛ لیکن ایسا کسی بھی مسلم ملک میں نہیں ہے، کہ ہر وہ طلاق جو فی الفور میاں بیوی پر اثر انداز ہو، کالعدم قرار دی جائے گی، اور اس پر سزا ہوگی؛ لیکن یہاں لوگوں کو دھوکے میں ڈال کر دیگر اسلامی ممالک کو نمونہ بنا رہے ہیں، جو سراسر غلط ہے۔

مولانا حسین احمد قاسمی معاون قاضی شریعت امارت شریعہ پٹنہ بہار کے مضمون سے ان ممالک کے قوانین کو نقل کیا جاتا ہے؛ تاکہ حقیقت واشگاف ہو جائے، لکھتے ہیں کہ ڈاکٹر وہبہ زحیلی علیہ الرحمہ مصر اور شام کا قانون طلاق بیان فرماتے ہیں: **وقد أخذ القانون فی مصر وسوریه بهذا الرائی نص القانون السوری علی مایلی؛ م ۹۱: یملک الزوج علی زوجه ثلاث طلاقات م: ۹۲؛ الطلاق المقترن بعدد لفظا أواشارة بلفظ لایقع الا واحدا (الفقه الاسلامی وادلته ؛ أقوال الفقهاء فی الطلاق الثلاث بلفظ واحد ۷/ ۴۰۶)**

اس سے معلوم ہوا کہ مصر وشام میں شوہر کو قانوناً تین طلاق کا اختیار تو ہے؛ لیکن یکبارگی دینے کی صورت میں ایک واقع ہوگی۔خواہ لفظ سے دے یا اشارہ سے۔

کویت کا قانون:۔ مملکت کویت نے ''قانون الأحوال الشخصية'' نامی عائلی قوانین کا مجموعہ شائع کیا ہے،اس میں ہے،یملک الزوج علی زوجته ثلاث طلاقات (صفحه ۳۵/ ماده:۱۰۷) یعنی کویت میں بھی شوہر کو اپنی بیوی پر قانوناً تین طلاق دینے کا اختیار ہے۔پھر آگے ہے الطلاق المقترن بعدد لفظا أو أشارة أو كناية لايقع إلا واحدة (قانون الاحوال الشخصية:۳۶ م: ۱۰۹۱)

یعنی طلاق میں عدد کا ذکر خواہ لفظوں میں ہو یا کنایۃ یا اشارۃ بہرصورت ایک ہی پڑیگی۔

بحرین کا قانون:۔ ''مملكة البحرين وزارة العدل والشئون الاسلامية والاوقاف'' کی جانب سے شائع کردہ ''قانون الأسرة'' کی دفعہ ۸۸ کی تیسری شق میں ہے:''لايقع الطلاق المقترن بالعدد لفظا أو كناية أو بالإشارة إلا طلقة واحدة'' یعنی بیک وقت تین طلاق تین نہیں؛ بلکہ ایک پڑے گی؛ لیکن موثر ضرور ہوگی۔

قطر کا قانون:۔ قطر نے خاندانی قوانین کا مجموعہ ''المیزان'' کے نام سے شائع کیا ہے،اس کی دفعہ ۱۰۸ کی چوتھی شق میں ہے ''لايقع الطلاق المتتابع أو المقترن بالعدد لفظا أو كناية أو إشارة إلا طلقة واحدة'' (المیزان ؛۴۰م؛ ۸۰۱۰)

یعنی پے درپے دی گئی طلاق ،خواہ عدد کا تلفظ ہو یا لکھ کر دیا ہو، یا اشارہ سے ان تمام صورتوں میں ایک ہی طلاق پڑے گی؛لیکن تین طلاق کا اختیار ہے،اس پر کوئی قانونی سزا نہیں۔

الجزائر کا قانون مملکت ''الجزائر'' نے ''قانون الأسرة'' کا ایک مجموعہ شائع کیا ہے اس کی عبارت ہے، المادة؛ ۵۱ لايمكن ان يراجع الرجل من طلقها ثلاث مرات متتالية إلا بعد أن تتزوج غيره وتطلق منه أو يموت عنها بعد البناء ،یعنی تین طلاق یافتہ خاتون کی واپسی اسی وقت ممکن ہے، جب کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے، اور اس کے بعد وہ اسے طلاق دے دے، یا اس کا انتقال ہو جائے اس میں حلالہ کی صراحت ہے، اور معلوم ہوتا ہے کہ الجزائر میں تین طلاق کا اختیار ہے، اس پر قانوناً

کوئی ممانعت نہیں، تبھی تو تین طلاق یافتہ عورت کے لوٹانے کی صورت بیان کررہے ہیں۔

یہ اور اس جیسے چند ممالک ہیں جن کو نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، اور ہندوستان میں طلاق کو کالعدم قرار دینے کی بات کی جاتی ہے اور قانون بنایا جاتا ہے؛ حالانکہ وہاں کے قوانین کا جائزہ بتاتا ہے کی تین طلاق پر کوئی پابندی نہیں، مرد کو تین طلاق کا اختیار ہے۔

طلاق ثلاثہ کا ثبوت قرآن سے

فی الفور اثر ہونے والی طلاقوں پر پابندی اور قانون سازی کرنے والے کہتے ہیں کہ اس طرح طلاق دینا چونکہ قرآنی منشاء کے خلاف ہے، اسلئے وہ واقع نہیں ہوسکتی، نیز یہ کہ قرآن میں کہیں بھی تین طلاقوں کے وقوع کا ذکر نہیں ہے، تو ہندوستانی قانون میں کیسے باقی رکھا جاسکتا ہے! مزید براں یہ کہ یہ عورتوں پر ظلم وتشدد کا موجب بھی ہے؛ اس لئے بروقت اثر انداز ہونے والی تین طلاق کالعدم ہوگی، تو اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان اس پر متفق ہے کہ ''قرآن میں تین طلاق کا ذکر ہے'' اور مردوں کو تین طلاق دینے کا اختیار بھی ہے، حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک مرد نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے فرمایا''**الطلاق مرتان**''، تو تین کیسے ہوگئی؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا ''**امساک بمعروف او تسریح باحسان**'' اور ایک روایت میں ہے جس کو ابن المنذرؒ نے ذکر کیا ہے کہ ''**ھی الثالثة**''یعنی اس میں صراحتا فرمایا کہ ''**امساک بمعروف أوتسریح بإحسان**'': بھلے طریقہ پر روک لینا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دینا ہے، یہ **تسریح بإحسان** ہی تیسری طلاق ہے، اسی مضمون کی حدیث تفسیر قرطبی میں ابورزین سے نقل کی گئی ہے، الفاظ ہیں''**عن أبی رزین قال: جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال: یا رسول اللہ! أرأیت قول اللہ تعالی الطلاق مرتان فامساک بمعروف أو تسریح باحسان فأین الثالثة؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: فإمساک بمعروف أو تسریح بإحسان** .رواه الثوری وغیره

نیز تفسیر قرطبی ہی میں ابوعمر کا قول منقول ہے کہ "قال ابو عمر: أجمع العلماء[۱] على أن قوله تعالى: **أو تسريح بإحسان هي الطلقة الثالثة**" یعنی "تسریح باحسان" ہی تیسری طلاق ہے اور آگے آیت: **فإن طلقها** میں اسی کا حکم بیان کیا گیا ہے۔

درج بالا روایات سے یہ تو واضح ہو جاتا ہے کہ قرآن میں طلاق ثلاثہ کا تذکرہ ہے، طلاق ثلاثہ کا سرے سے قران میں ہونے کا انکار کرنا بے جا دعوی ہے، اور کالعدم قرار دینا حماقت ہے۔

ہاں اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قران میں بیک وقت تین طلاق کے وقوع کا ذکر نہیں ہے، بالفاظ دیگر فی الفور اثر ہونے والی تین طلاق کا ہی ذکر نہیں ہے، تو اس سلسلے میں یاد رکھیں، کہ قرآن مجید اصولی کلام ہے، احادیث نبوی اس اجمال کی شرح ہے، قرآن میں صرف اتنی بات ہے کہ اگر کوئی دو طلاق رجعی کے بعد اگر تیسری طلاق بھی دیدے، تو اب بغیر حلالہ شرعی کے حلال نہیں، بیک وقت دی جائے، یا الگ الگ، یہ تصریح قرآن میں کہیں نہیں ہے، لہٰذا بغیر کسی بنیاد کے کسی ایک جانب آیت کو محمول کرنا کہ "اگر کسی نے یکبارگی تین طلاقیں دیدیں تو وہ واقع نہیں ہوں گی، کالعدم ہوں گی" قرآنی آیات کو زبردستی ایک مفہوم پہنانا ہے؛ البتہ اس کی تفصیل کے لئے احادیث کا سہارا لیا جائیگا۔

حاشیہ: (۱): آیت میں تیسری طلاق کون سی ہے؟ اس میں اختلاف ہے، سدی اور ضحاک کے نزدیک "فان طلقها الخ" تیسری طلاق ہے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ کے انداز تفسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی ان کے نزدیک راجح ہے اگرچہ حضرت نے دوسرا قول بھی تحریر فرمایا ہے، نیز علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کا بھی رجحان یہی ہے، ان لوگوں کی تفسیر کا خلاصہ یہ ہے کہ دو طلاق تک رجعت کر سکتا ہے، اس کے بعد چاہے تو دستور کے موافق رکھ لے، یا بھلی طرح سے چھوڑ دے، یعنی: عدت گذرنے تک مزید کوئی طلاق نہ دے،، عدت گزرنے کے بعد وہ بائنہ ہو جائے گی، نکاح جدید سے واپسی ممکن ہوگی؛ لیکن اگر تیسری طلاق بھی دیدی تو بغیر حلالہ شرعی کے واپسی ممکن نہیں؛ لیکن مجاہد، عطاء وغیرہم فرماتے ہیں کہ "وتسريح.....أي: **يطلقها ثالثة فيسرحها**" گویا کہ ان کے نزدیک "تسریح ہی تیسری طلاق ہے، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی فرماتے ہیں کہ یہ دوسرا معنی اصح ہے، تین وجوہ سے، اس کے بعد امام قرطبی نے وہ تین وجوہ ذکر فرمائیں۔ (تفصیل کے لیے دیکھئے: تفسیر قرطبی سورۂ بقرہ آیت ۲۲۹)۔

حرف آخر

تین طلاق کا معاملہ کافی دنوں سے زیر بحث ہے؛ لیکن اس بحث میں تیزی لوک سبھا میں بل پیش کرنے کے بعد سے آئی ہے۔

اسی دن سے سوشل نیٹ ورکنگ پر رطب و یابس تبصرے کا بازار گرم ہے، کوئی بل کی مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور صرف کر رہا ہے تو کچھ نام نہاد حمایت میں بھی کھڑے ہیں؛ لیکن ان کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر ہے؛ ورنہ سب لوگ مخالفت کر رہے ہیں۔

اس مقدمہ میں ''مسلم پرسنل لا بورڈ'' کے اراکین قابل مبارک باد ہیں، جنھوں نے ''طلاق ثلاثہ بل'' کے خطرات کا اندازہ کیا، اور اس کے دفاع کے لئے انتھک کوشش کی، اور کر رہے ہیں۔ اللہ تعالی ان حضرات کو؛ بلکہ اس سلسلہ میں تمام سعی و کوشش کرنے والے اور فکر مند حضرات کو اپنی شایان شان بدلہ عطا فرمائیں اور ان کی مساعی و کوششوں کو بار آور فرمائیں۔ آمین۔

ربناتقبل منانک انت السمیع العلیم

بلال احمد قاسمی
خادم جامعہ رحمانی خانقاہ مونگیر
۲/مارچ/۲۰۱۸ء قبیل جمعہ

کتاب کے بارے میں

تین طلاق پر سپریم کورٹ کے فیصلہ (۲۲/اگست ۲۰۱۷ء) کے بعد مرکزی حکومت نے طرفہ تماشا یہ کیا کہ پارلیمنٹ میں بل لے آئی، اور لوک سبھا سے اسے منظور کرالیا، یہ بل شریعت مخالف، عورت مخالف اور انسانیت مخالف ہے، اس بل میں یہ گنجائش بھی رکھی گئی ہے کہ کسی شادی شدہ مسلمان کو کسی بھی شخص کی رپورٹ پر جیل بھیجا جاسکتا ہے، شوہر بیوی ہزار دہائی دیں کہ طلاق کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے، مگر پولس اس مسلمان کو "صرف کسی کی شکایت کی بنیاد پر" گرفتار کر کے لے جائے گی، اور رہائی ملے گی جب مرد (شوہر) کورٹ میں ثابت کردے کہ اس نے طلاق نہیں دی ہے۔

اسی پس منظر میں مولانا مفتی بلال احمد قاسمی صاحب استاذ جامعہ رحمانی مونگیر نے تین طلاق کے پس منظر میں رسالہ لکھا ہے، اور طلاق بل کا تجزیہ کیا ہے، جو کامیاب ہے، آپ بھی پڑھیں اور فائدہ اٹھائیں مولانا موصوف دارالعلوم دیوبند سے تازہ تازہ فارغ ہیں، اور چند مہینے قبل جامعہ رحمانی میں مدرس ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے علم میں اضافہ فرمائے، پختگی دے اور لکھنے کے سلیقہ سے نوازے آمین یارب العالمین

محمد ولی رحمانی

یکم مارچ ۲۰۱۸ء — خانقاہ رحمانی، مونگیر (بہار)

MAKTABA SAMIR
DEOBAND 247554 (INDIA)
Mobile.No 9473483396